

هفت روزہ

لاہور

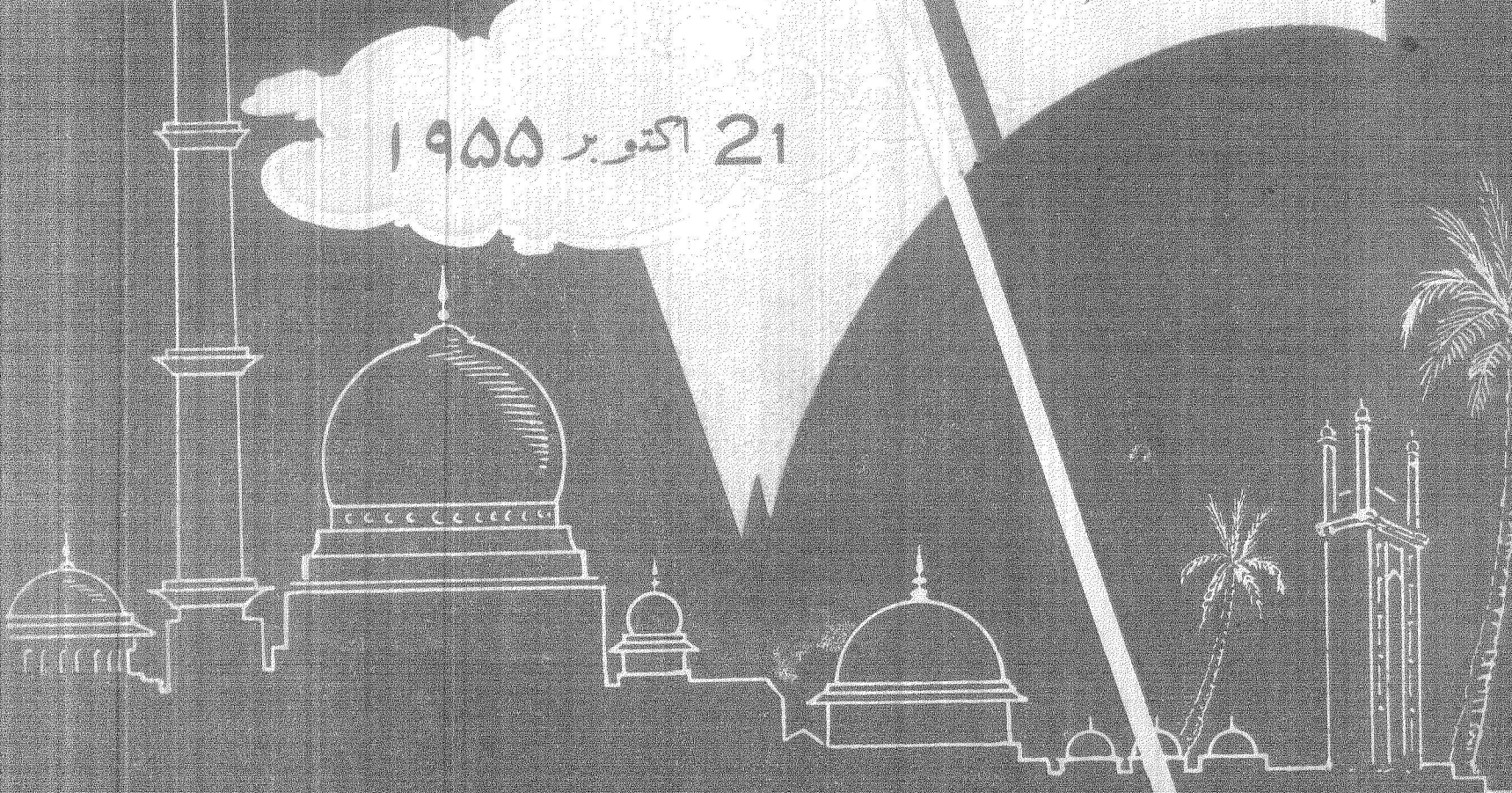
حضرت مولانا محمد شفیع اعظمی

مفتی اعظم پاکستان

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد شفیع اعظمی

شیرانوالہ و رواترہ لاہور

21 اکتوبر 1955



یہ کتاب مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

۱۱/۱۱/۵۵

۱۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء کا سیلاب کی قوموں کا نمونہ

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْإِبْصَارِ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرال دالدار دارہ لاہور

قَوْلُهُ تَعَالَى (وَإِنَّمَا أَهْلُكَ الْقَارُونَ مِنَ قَبْلِكَ
لَمَّا ظَلَمُوا) وَجَاءَ تَعْمُّمُ رُسُلِهِمْ
بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَلِكَ
تَعْرِفَى الْقَوْمَ الْمُجْسِمِينَ

(سورہ یوسف رکوع ۲ پارہ ۱)

ترجمہ :- اور البتہ ہم تم سے پہلے کئی امتوں کو جاک
 کر چکے ہیں۔ جب انہوں نے ظلم اختیار کیا۔ حالانکہ پیغمبر
 ان کے پاس کھلی نشانیاں لاتے تھے۔ اور وہ ہرگز
 ایمان لانے والے نہ تھے۔ ہم گنہگاروں کو ایسی ہی
 سزا دیتے ہیں۔

اس آئینہ میں مونہہ دیکھو

برادران اسلام - کیا مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ظالم نہیں ہے۔ اسی کی بسے انتہا خستوں سے مالا مال ہیں۔ اور کھلم کھلا - بسے دھڑوک اسی کے قانون یعنی قرآن مجید کی دن رات مخالفت کرتے ہیں۔ پہلی قوموں میں پیغمبر آیا کرتے تھے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے علمبردار علماء و کرام آپ کو خدا نوازے کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اور تم ان کی ہدایات کے بسنے کی بجائے ان کی تحقیر، توہین - اور تدلیس کرتے ہو۔ پھر کیا تم پہلی قوموں کی طرح عذاب الہی کے مستحق نہیں ہو۔

قوله تعالى: وَوَكَّمْنَا قُبُلَهُمْ مِنْ قُرْبِ
هَٰذَا مَسْجِدَ اللَّهِ يُطَهَّرُ فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ
عَلَىٰ مَنَاجِبٍ (سورة قمر ٣٠ بار ٢٦)

ترجمہ :- اور ہم ان سے پہلے بہت سی امتوں کو
 ناپاک کر چکے ہیں۔ جو قوت میں ان سے (کہیں) زیادہ
 تھے۔ اور تمام شہروں کو چھانٹتے پھرتے تھے۔ (سبک)
 جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو ان کو بھاگنے کی جگہ
 بھی نہ ملی۔

بعینہ ہی حال

لاہور اور اس کے مضافات مانول کا بیڑا جس کی تفصیل
آئندہ صفحہ پر کچالہ اخبارات آمدی ہے۔

قَوْلُهُ تَالِيٌّ: (وَرَفِي شَوْذًا إِذْ قِيلَ لَهُمْ قَتَلُوا
حَتَّىٰ حَيَّيْنَهُ قَتَلُوا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ
فَأَخَذَ اللَّهُمُ الصَّغِيغَةَ وَهُمْ يَنْظُرُونَ

فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُتَفِقِينَ
(سورة الزمر: ١٠٤)

ترجمہ: اور شیعوں کے فرقہ میں بھی عبرت ہے۔ جبکہ ان
 کہا گیا۔ اور حضورؐ نے ان لوگوں میں کر لو۔ سو اس ڈرانے
 پر بھی ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے مرگئی
 کی۔ سو ان کو عذاب نے آگیا۔ اور وہ دیکھ رہے تھے۔
 سنا نہ تھے کہ وہ کہتے تھے اور وہ کہتے تھے۔

تجلیاتی

اس سیلاب کی آمد پر باشندگان لاہور اور اس کے مضافات کا ہوتا ہے جس کی تفصیل اخبار کے بیان سے آئندہ آکر ملے گی۔

خانی بیک علی

وہ آج یہاں رادھی نے قیامت صغریٰ بپا کر دی۔ اور بالکل روزِ محشر کا سماں نظر آ رہا ہے۔ ہر انسان کو اپنی جان بچانے کی فکر ہے۔ ہر شخص اپنے کیلئے پناہ کا متلاشی ہے اور ان کا کوئی پُرساں حال نہیں لاکھوں انسان اپنے میوی، بچوں اور عزیز و اقارب کو سیلابِ علاقوں سے نکالنے کے لیے جگہ جگہ مارے مارے پھر

رہے ہیں۔ ایک سرگرمی سے دوسرے سرگرمی پر چلتے ہیں۔
 اور بے نیل و مرام واپس آ جاتے ہیں۔ لاہور کے بسنے
 والوں کو کبھی بھی اس تندہ شدید سیلاب کا سامنا نہیں
 کرنا پڑا..... انسانوں کی بے کسی اور پریشانی
 نے پھر ایک بار مشرقی پنجاب سے لاکھوں ٹٹے پٹے
 انسانوں کی آمد کا نکتہ دہرایا ہے..... لاہور والوں
 کو سیلاب نے آٹا نانا اپنے گھر سے میں سے لیا۔ (اسی
 طرح پہلی فوجوں پر بھی کینھت ناگماں ہی عذاب آیا کرتا تھا)
 (امروزہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

(P)

دراوی میں ست خیز پاپ نیں چو تھائی لاجہ
(امروزہ راکت پر ۱۹۵۵ء)

120

د لاہور شمالی پنجاب سے کٹ گیا۔ سید کاٹھن دہلی
ہ گئے۔ دار فرائض کوبر (۱۹۵۵ء) کیا یہ اللہ تعالیٰ کا

270

لاہور کے لاکھوں شہری سیلاب کے پانی میں گھر چکے ہیں۔ (امروزہ ۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء) کیا یہ اللہ تعالیٰ

(5)

دکڑیوں کی جھینجھیں دودھ پور تک پہنچاتی رہے گی۔ لیکن ان کی مدد کو پہنچنا محال ہو رہا ہے۔ امر و مزہ کر کے لاہور جیسے شہر میں جو حکومت کا مرکز ہے۔ اور حکومت کے پاس ہر قسم کے اسباب موجود ہیں سیکھا وہاں ایسی حالت کا پیدا ہونا اشد تعجب سے گواہی نہیں دیتا۔

(4)

”شاہدوں میں بائیس ہزار افراد کی بے بسی۔ چینیوں کا پانی نہ کھانے کا قحط“ (اس وقت یہ عظیم المیہ ہو رہی تھی کہ کس قدر عذاب الہی تھیں۔)

(4)

و شکر گری، حقان، اور مخفی گری کے اصداع بھی
خونناک سیلاب کی زد میں آ گئے۔ اور اگر کوئی نہ لے کر
کسا رہا، لنگہ عذاب الہی کی صورت نہیں ہے۔

2

۸۔ چوٹیاں کے ۸ سو دیہات فرقاب۔ سیالکوٹ اور
نارووال کے سینکڑوں مکانات گر گئے۔ دارا کوٹرواٹے کے
کھارہ فرقا میں اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے۔

9

(۴)

سیلاب زدہ اضلاع سے موصوفی ہونے والی
کے مطابق وہاں پر فصلوں کو بے اندازہ نقصان پہنچا
اور بے شمار موشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ ابھی جانی نقصان
کا کوئی قابل اعتبار اندازہ نہیں ہو سکا۔ لیکن خیال
کہ نقصانات سے اندازہ ہیں۔ نو لکھ پاکستانی روپے
کے اندازہ تقریباً کافی ہو سکتے ہیں۔ (۱۵)

پچکے ہیں : نو اسے پاکستان - ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء - کیا ہے
کاغذ نہیں ہے۔

قانون الہی میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی

برادران اسلام - اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ
وَلَنْ يَخْشَى اللَّهَ مِنْكُمْ غَافِلٌ (سورہ الاحزاب)
مکرمہ ہے ترجمہ: اور آپ اللہ تعالیٰ کے غافل
میں کوئی تبدیلی برگزینہ نہیں گئے۔

ناظرانوں کو سزا دیتا اللہ تعالیٰ کا قانون

قوله تعالى: - ارفاعه صوابا من سئلنا عليه
 القرم وابدلناهم بجنههم جنتهم
 اُحْسِلْ حُطِّيْةً اَنْتَ وَاشْهَدْ قَوْمٌ
 قَلِيْلٌ هَذَا الَّذِي جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوْا
 هَلْ نَجْزِيْهِ اِلَّا الْكَفُوْرَةَ ه سوره السجده
 (۲۱) ترجمہ :- پھر انہوں (مہین کی قوم بلا) پر
 نافرمانی کی۔ پھر ہم نے ان پر سخت سزا دی
 اور ہم نے دونوں باجوں کے بدلے میں دے
 بد مزہ پھل کے اور مہوار کے اور کچھ ٹھنڈی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۳ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء | شمارہ ۲۳

سیلاب کمیشن یا رجوع الی اللہ

گزشتہ ہفتہ ہم نے اپنے ادارہ میں عرض کیا تھا کہ سیلاب کے ظاہری اور مادی اسباب سے قطع نظر کہ کے ہیں اس کے باطنی اسباب پر غور کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ یہ سیلاب نہیں عذاب الہی تھا۔ اور یہ ہماری ہی شامت اعمال کا نتیجہ تھا۔

شامت اعمال یا صورت طوفان گنت اس کے بعد ہم نے عوام اور ذمہ داران حکومت دونوں سے درخواست کی تھی کہ ہمیں گزشتہ را صلوٰۃ آئینہ را احتیاط کے اصول پر عمل کر کے اپنے اعمال سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ان معروضات پر نہ عوام نے غور کیا اور نہ ذمہ داران حکومت نے ان کو درخود اعتنا سمجھا۔ عوام سے تو کوئی گلہ نہیں وہ تو پہلے ہی کالافہم سمجھے جاتے ہیں۔ وہ تو کسی نہ کسی کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر مقبوع درست ہو جائے تو مقبوع خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔ رونا تو اس بات کا ہے کہ ہمارا برسرِ قدر طبقہ اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نظر آتا ہے۔ وہ مغرب کی عطا کردہ عینک سے ہر بات کو دیکھنے کا عادی ہو چکا ہے۔ چنانچہ سیلاب کے متعلق ان کے بیانات اور تقاریر اس کا بین ثبوت ہیں۔

سیلاب کے بعد جب وزیرِ اعظم

جوہدری محمد علی لاہور آئے تو انہوں نے سیلاب کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا جنرل محمد ایوب خاں نے بھی لاہور پہنچ کر سیلاب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ سیلاب کا سدباب بالائی علاقوں میں کیا جائے۔ دونوں میں سے کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا۔ ان دونوں ذمہ داران حکومت کے علاوہ بہت سے دستبردار رہنمایان قوم اور حکام نے بھی سیلاب کے متعلق کچھ نہ کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ مگر سب نے خدا سے دوری کا ثبوت دیا۔

یہ سب تجاویز اپنی اپنی جگہ اہم اور مفید ہیں۔ لیکن ہمیں معذرت کیا جائے۔ اگر ہم یہ کہنے کی جسارت کریں۔ کہ یہ مرض کا اصل علاج نہیں۔ ہم پورے دُشوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان تجاویز پر عمل کرنے سے ہماری مشکلات ہرگز دور نہ ہوں گی۔ سیلاب کمیشن مقرر کر کے حکومت عوام کے سبکدوش پسینہ کی کماٹی ضائع کرے گی۔ سیلاب کمیشن کیا کرے گا؟ اجلاس ہونگے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے دورے ہوں گے۔ شہادتیں قلمبند ہوں گی۔ کسی کو بہت علامت بنایا جائے گا۔ اور سب سے آخر حکومت کو ایک بھی جوڑی رپورٹ بھیجی جائے گی۔ جس میں آئندہ سیلاب کی روک تھام کے لئے چند تجاویز ہوں گی۔ اول تو اس رپورٹ کو کسی کو لکھ سٹوڈنٹ میں ڈال دیا جائے گا۔

اختیارات دادیلا کریں گے اور دستوریہ میں لے دے ہوگی۔ مگر کسی کے کان پر جوں نہ رینگنے پائے گی۔ اگر اس پر کچھ عمل کیا بھی گیا۔ تو سیلاب کی روک تھام کے لیے کوئی تسلی بخش اقدام نہیں کیا جائے گا۔ کیا پہلے یہ سب کچھ نہیں ہو چکا ہندو ہندھے گئے۔ ان کے متعلق فخریہ کہا گیا کہ اب دریا کی بنیادی ان پر اثر انداز نہ ہوگی۔ مگر جب سیلاب عذاب الہی بن کر آیا تو اپنے ہاتھوں ان ناقابلِ تخیل بندوں کو اڑایا گیا۔ وہی قلعہ خیبر کے یہودیوں والا معاملہ پیش آیا۔ جو اپنے اور صحابہ کرام کے ہاتھوں اپنے گھروں کو برباد کرنے لگے۔

فَاَعْتَبُوا يٰۤاَوَّلِيَ الْاَبْصَارِ
قرآن مجید میں نوحؑ کی قوم پر طوفان کی شکل میں عذاب الہی کا ذکر آتا ہے۔ نوحؑ کی بیوی اور ایک صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے باغی تھے۔ نوحؑ شفقت پوری سے مجبور ہو کر صاحبزادہ کو آخری وقت بھی نصیحت فرماتے ہیں۔ کہ ایمان لے آؤ۔ اور کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ تو جان بچ سکے گی۔ وہ بدبخت کتا ہے کہ میں کشتی کی بجائے پہاڑ پر چڑھ کر بچ جاؤں گا۔ نوحؑ اس وقت اس سے فرماتے ہیں۔

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ
(الاحزاب ۵۰)

آج اللہ کے ثبوت سے کوئی بچانے والا نہیں سوائے اس کے جس پر وہ (خود) رحم فرمائے (کوئی نہ بچے گا)۔

یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دور رس نگاہ تھی جو صاحبزادہ کی غرقابی کا نظارہ پہلے ہی کر چکی تھی۔ اس لیے حقیقی علاج تجویز فرمایا۔ پاکستان بننے کے بعد سیلاب کا پہلے در پہلے آنا عذاب الہی ہے۔ اس کا پیغمبری علاج نہ سیلاب کمیشن تجویز کر سکتا ہے نہ ہمارے سپر سلاڈ اعظم اور دوسرے حکام اور رہنما یاں قوم۔ وہ تو خود پیغمبری تعلیم (باقی صفحہ ۲۴)

جیسا ہے۔ بلکہ دنیا ہی جیسا ہے۔

سائنس انسانیت

غبار (۳)

خرابی کی جڑ یہ ہے کہ برائی اور پاپ کی خواہش پیدا ہو گئی ہے

ان مولانا ابوالحسن علی صاحب سندوی

کے بجائے اللہ کو راضی کرنے کی زبردست خواہش پیدا کی
انسانی حمد و دی اور غمگساری کا جذبہ پیدا کیا۔ انہوں نے
چیزیں ایجاد کر کے نہیں دیں۔ مگر انہوں نے وہ فہمیت
پیدا کی جس سے خدا کی بنائی ہوئی اور انسان کی بنائی
ہوئی چیزوں کے استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔
انہوں نے ضمیر بننا، یقین بننا، آج دنیا کے پاس سب کچھ ہے
یقین نہیں ہے۔ آج دنیا کے کارخانے سب کچھ پیدا کر
سکتے ہیں لیکن یقین پیغمبروں کے کارخانے سے ملنا ہے آج
دنیا خدا سے ڈرنے والوں سے خالی ہے یقین سے خالی ہے
انسانیت کی لیے لوٹ خدمت کون کرے۔ ذرا کا خوف اور
اس کی رضا کا یقین اس کے کہنے کی بے لوث خدمت کا جو
دیتا ہے۔ انسانیت کے ایسے خادم ہر نعرہ سے دُور حکمت
کے لالچ سے الگ۔ سیاسی چالوں اور سیاسی جوڑ توڑ سے
بیزار بے لوث خدمت کرتے ہیں۔ آج ایسے ہی خدمت کاروں
کی ضرورت ہے۔ جن کے پاس کچھ نہ ہو، پھر بھی کچھ لینا نہ

لطیف یہ ہے کہ یہی لوگ جو قوم کی ہر خواہش اور
ہر فرائض کو پورا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اس کے
لئے تفریح و تکیں کا سامان ہم پہنچانا ضروری جانتے
ہیں۔ اپنی اولاد کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کرتے۔ اس
کی بہت سی غلط اور مضر خواہشات کی روک تھام کرتے
ہیں۔ بچہ اگر آگ سے کھیلنا چاہے۔ تو نہیں کھیلنے دیتے
لیکن وہ ان قوموں کی ہر خواہش اور فرائض کو پورا
کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جو وہ کریں۔ اس کا مطلب یہ
ہے کہ ان کو اپنی رعایا سے اپنی اولاد کی طرح ہمدردی
نہیں۔ یہی لوگ جو قوموں پر حکومت کرتے ہیں۔ اُن کو
خوش رکھنے کے لئے اور ان کے افراد سے راستے
حاصل کرنے کے لئے ہر غلط اور صحیح خواہش کی تکمیل
ضروری سمجھتے ہیں۔ آج کسی ملک میں کوئی ایسی جماعت
نہیں اور کسی شخص میں یہ اخلاقی جرات نہیں کہ وہ تقریرات
اور تشبیہات پر تنقید کرے۔ بلکہ وہ لب کے بڑھنے ہوئے
ذوق۔ تماشائی۔ موسیقی۔ رقاصہ اور رقص کی حارس
بڑھے ہوئے شوق اور انہماک پر اعتراض کرے۔ آج
کوئی ایسی حکومت نہیں جو ان چیزوں پر ضروری پابندیاں
عائد کرے اور قوم اور اہل ملک کی ناراضگی مولے۔

حَفَّتِ رُوزَہ

خدا م الدین

قارئین کرام کی نظر میں

میاں محمد اکبر صاحب، ملک کتب خانہ اکبر، ساکن گھٹ (مغربی پاکستان) تحریر فرماتے ہیں :-
میری نظر میں مہفت روزہ "خدا م الدین" لاہور ایک ایسا تبلیغی رسالہ ہے۔ جس کی نظیر کم
ملے گی۔ اس کا ظاہر دیدہ زیب اور باطن روحانیت کا جھربہ ہے۔ مفسر قرآن حضرت مولانا
احمد علی صاحب کا خطبہ جہہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ پہلے یہ خطبہ چند اشخاص تک محدود
تھا۔ مگر اب "مہفت روزہ" "خدا م الدین" کے ذریعہ لاہور سے دُور افادہ احباب بھی
اس سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کی مجلس ذکر کی تقریر بھی چند احباب کی بجائے
ہزاروں مسلمانوں کے دلوں کے درگدوڑ کرتی ہے۔ دوسرے مضامین بھی افادیت میں کسی
طرح کم نہیں ہوتے۔ الغرض "خدا م الدین" کا ایک ایک حرف پڑھنے کے قابل ہے۔ دُعا ہے
کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

قارئین کرام

سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس کی اشاعت بڑھانے کے لیے ہر ممکن کوشش فرما کہ اللہ بابر ہوں۔ اور
میری یہ بھی درخواست ہے کہ قارئین کرام حضرت مولانا احمد علی صاحب کے لیے بھی دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ
ان کو صحت ملی اور عاجل مٹا فرمائے۔ آمین!

اللہ پیغمبرِ انبیا میں اعتدال پیدا کرتے ہیں
اور صحیح دینیت صلاحیت کرتے ہیں

راستہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ انہوں نے جائز اور ناجائز
خواہشات کی تکمیل اور تکیں کی بجائے خواہشات کو نگام دی
انہوں نے خواہشات کے رخ کو موڑا اور صرف جائز خواہشات
کو اس کا مستحق سمجھا کہ ان کی تکمیل کی جائے۔ انہوں نے زندہ
اور بیدار ضمیر پیدا کیا۔ اس سے زندگی میں اعتدال اور
دلوں میں سکون پیدا ہوا۔ تمہاری دہسکا ہوں۔ تمہاری تجربہ
گاہوں (LABORATORIES) تمہاری سائنس نے
دنیا کو بہت کچھ دیا۔ انہوں نے حیرت انگیز ایجادوں کو جنم دیا۔
لیکن انسانوں کو پاک ضمیر نہیں دیا۔ تمہارے ان اداروں نے
انسان کے ہاتھ کھول دیے۔ بچوں کو ہتھیار تو دیے لیکن
ان کی تربیت نہیں کی۔ آج وہ نادان بچے شہرِ خیال کر رہے
ہیں۔ اور آزادانہ ان ہتھیاروں کا استعمال کر رہے ہیں۔

لیکن اے باہر عبادیں ہمہ آوارہ تست
اللہ کے پیغمبروں نے خواہشات پر پیرے بٹھائے
خواہشات میں توازن اور اعتدال پیدا کیا، نفسانی خواہش

میں لوگوں میں
اس جذبہ کو پیدا
کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان میں ان حقیقتوں کی بنیادیں پیدا کرنا
چاہتے ہیں۔ زندگی محض کھانے پینے کا نام نہیں۔ انسان
کی زندگی محض مادی یا حیوانی زندگی کا نام نہیں۔ ہم ایک
نیا ذوق لے کر آئے ہیں۔ آج کی مادی دنیا میں یہ بات
نئی نہیں۔ دنیا کے سب پیغمبر جو ہر قوم میں آئے ہیں یہی
پیغام لائے۔ اور سب سے زیادہ طاقت اور وضاحت
کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری طور پر
یہ بات کہی۔ یہ حقیقت چرچا ہوں پہنچنے کے لائق ہے۔
لوگ پیٹ کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ اصل زندگی دم
توڑ رہی ہے۔ انسانیت کی پونجی لٹ رہی ہے
ہم ایک مدد لگانے آئے ہیں۔ حق کی صدا
دنیا اس صدمے سے نالوس ہے۔ مگر ہم دنیا سے نالوس
نہیں۔ انسانوں کے پاس اب بھی ضمیر ہے۔ یہ ضمیر
مردہ نہیں ہوا۔ اس پر گروہ غبار آگیا ہے۔ اگر
وہ گروہ غبار جھاڑ دیا جائے۔ اور اس کو آلودگی سے صاف کر
دیا جائے۔ ثواب بھی اس کی گنجائش ہے کہ وہ حق قبول
کر لے اور اس میں ایمانی شعور پیدا ہو۔
آج کی قسط کے ساتھ مندرجہ بالا مضمون "خرابی کی جڑ
یہ ہے کہ خرابی اور پاپ کی خواہش پیدا ہو گئی ہے" ختم
ہو گیا ہے۔ حضرت مولانا کے دوسرے مضمون کا عنوان ہے "آج
دنیا پر خود غرضی اور براہِ اصلاحی کا ماحول چھایا ہوا ہے اسے

وَحْشَتِ اَفْکَارِ

(از اثر صمد بکائی)

ذروں میں رہے ربط تو کہسار ہے کہسار
 باقی نہ رہے ربط تو اک ریت کی دیوار
 باہر ہو سمندر سے، تو اک قطرہ ناچینہ
 شامل ہو سمندر میں تو موج عیم زخار
 بے وحدتِ افکار اک انبوہ پریشاں
 اک تکتِ شہ زور، جو ہو وحدتِ افکار
 افراد کے کردار سے انفراد کی عظمت
 اقوام کی عظمت، فقط اقوام کا کردار
 یہ خواب گہ عیش نہیں مردِ مجاہد
 بیدار ہوا! بیدار ہوا! بیدار ہوا! بیدار
 وہ جذبہٴ ایشار، وہ خلائعِ محبت
 اللہ سے پھر مانگ وہ جسدِ او کا کردار
 یہ فتنہٴ باطل تو فرو ہو کے رہے گا
 بیدل نہ ہو اے حق و صداقت کے علمدار
 لہرائے گا توحید ہی توحید کا پرچم
 چھا جائیں گے ایمان ہی ایمان کے انوار
 اسلام سے وابستہ ہو اسلام کے فرزند
 قرآن تراویح ہے! محمد ترا سردار

مجلس ذکر

آج بھی منہ ۲۶ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء کی شام کو عزومنا و مژدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی ذکر کے لیے تشریف نہ لا سکے۔ تشویش کی کوئی وجہ نہیں۔ احباب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ حضرت کی طبیعت رو بہ صحت ہے۔ ٹیکے، انس اور دوائی باقاعدہ استعمال ہو رہے ہیں۔ مگر بتقاضائے عمر آہستہ آہستہ صحت بحال ہو رہی ہے۔ آپ کے صلیح نے احتیاطاً آپ کو زیادہ چلنے پھرنے سے منع کر رکھا ہے۔ گذشتہ جمعرات کی طرح آج بھی حضرت نے چند موافق حسنہ سپرد قلم فرما کر بھجوا دیئے۔ جن کو مولانا عبداللہ صاحب انور نے پہلے تو حاضرین کو پڑھ کر سنا دیا۔ اور اس کے بعد ایک مختصر سی تقریر میں ان کی تشریح فرمائی۔ لاہور کے چند احباب کے علاوہ چوہدری کاندھلوی شیعہ شیخ پورہ سے بھی ایک دوست شمولیت کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت کی فیضانِ حق میں اکثر احباب ذکر کے لیے تشریف نہیں لاتے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ذکر کے لیے ضرور تشریف لایا کریں۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ حضرت کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت ملے اور عاجل عطا فرمائے۔ آمین

الہامیہ

نفاق اعتقادی مہلک ٹھکانی مرض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ قَالَ لَمَّا دُعِيَ عَبْدُ اللّٰهِ ﷺ اَتَى جَاءَ ابْنُ عَبَّادٍ بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ قِيَصَهُ وَآمَرَكَ اَنْ تَقِيَصَ فِيْهِ شَمَةً فَامَرَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاَخَذَ عَمَّ بِنَ الْخَطَّابِ بِعَوْبٍ فَقَالَ تَصَلِّيْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَكَذَبْتَ نَهَاكَ اللّٰهُ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ (نَهَاكَ خَيْرٌ فَرَضَ اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ثَلَاثِينَ مَرَّةً يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَقَالَ هَلْ رَيْدٌ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ نَعَمْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ شَمَةً اَسْوَرُ عَلَيْهِ وَلَا تَصَلِّ عَلَى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَا تَا اَبَا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِ اَبِيْهِمْ كَفَرًا بِاللّٰهِ رَسُوْلِهِ وَمَا تُوَاوَهُمْ فَاَسْقُوْنَ - (بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۷۷) ترجمہ: — ابی ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔ جب عبداللہ بن ابی نے وفات پائی اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا۔ آپ نے اسے ایٹا پیرا میں عطا

فرمایا۔ اور اسے حکم دیا کہ عبداللہ بن ابی کو اس میں کھانا پھر آپ اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ پھر عمر بن خطاب نے آپ کا کپڑا پکڑ لیا۔ پھر عرض کی۔ آپ اس پر نماز دینا اور (پڑھتے ہیں۔ حالانکہ وہ منافق ہے۔ اور حالانکہ آپ کو اللہ نے ان (یعنی منافقین) کے لیے مغفرت کی دعا مانگی ہے منع فرمایا ہے۔ (آپ نے فرمایا۔ مجھے اللہ نے اختیار دیا ہے پھر آپ نے فرمایا) (اللہ نے یہ فرمایا ہے) تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ۔ اگر تو ان کے لئے ستر مرتبہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ عنقریب میں اس کے لیے ستر مرتبہ سے بھی زیادہ دعا کے مغفرت کروں گا۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ پڑھی۔ پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (وَلَا تَصَلِّ عَلَى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَا تَا اَبَا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِ اَبِيْهِمْ كَفَرًا بِاللّٰهِ رَسُوْلِهِ وَمَا تُوَاوَهُمْ فَاَسْقُوْنَ - (ترجمہ) ان (یعنی منافقین) میں سے کوئی بھی مرے آپ کبھی اس پر نماز (جنازہ) نہ پڑھیں۔ اور نہ اس

کی قبر پر تشریف لے جائیں۔ بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کفر کیا ہے۔ اور فاسق دینی کافر) ہونے کی حالت میں مرے ہیں۔

عبریں

ذکر الصدقہ یا قبر میں جنازہ پڑھنے والے جو حضرات میں اس قسم کے جنازہ پڑھنے والے دنیا میں نہ پہلے کسی جنازے کو نصیب ہوئے ہوں گے۔ اور نہ آئندہ کبھی نصیب ہو سکتے ہیں۔ سید الانبیاء خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی صحبت میں جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کی اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں تشریف فرماتے ہوئے دکنتم جنہما احب حبیب اللہ (تم سب جماعتوں سے بہتر ہو۔ جو دنیا میں ہدایت کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ اس مقدس جماعت کے نماز جنازہ پڑھنے سے بھی اس میت کے حق میں مغفرت کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس کے اندر ایمان موجود نہیں تھا۔

دوسری

جب تک میت کے اندر ایمان نہ ہو۔ جنازہ پڑھنے والوں کی دعائے مغفرت ہرگز قبول نہیں ہوئی۔

تیسری

اگرچہ عبداللہ بن ابی (رئیس منافقین) اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کا بدترین دشمن تھا۔ مگر پھر بھی مرحمت اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیب خاطر سے اس کا جنازہ پڑھا۔ یہ ایک چیز ہے کہ وحی کے ذریعے آپ کو بعد میں روک دیا گیا تھا۔ اب چونکہ وحی کسی پر نازل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بظاہر خواہ کتنے ہی دنیاوی اختلافات کیوں نہ ہوں۔ مگر ہر مسلمان کے جنازہ میں ہر مسلمان کو شامل ہونا چاہئے۔ ہاں اگر حق پرست علاوہ کرام کسی شخص کے اعتقاد و استہادہ باطلہ کی بناء پر اس پر کفر کا فتویٰ دے چکے ہوں۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروں کے متعلق فتویٰ صادر ہے۔ ایسے وحی کے جنازے میں ہرگز شامل نہیں ہونا چاہئے۔

وما حلینا الا البلاغ

خدا م الدین میں اشتہار

دین حق کی اشاعت کی نیت پر دنیا نہ صرف ثواب دینے کا محل کرنے کا ذریعہ ہو گا بلکہ مشہر کی تجارت کیلئے باعث فروغ اور بموجب خیر و برکت ہو گا۔

شرح اشتہار ایک لٹریچر فی الحال فی کالم مقرر ہے منتظر رہیں کیلئے خاص مای

تاریخی حقائق :-

اولیاءِ کرام کی حیوۃ طیبہ کی ایک جھلک

(افاضت مولانا ظفر الدین صاحب مولکی)

شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کسی تنہا صفت کے محتاج نہیں۔ آپ نے ایک دفعہ فرمایا :-
”مجھے خواب میں ایک کتاب دی گئی جس میں مجھانٹا تھا، کہ جہاں تک ہو سکے دلوں کو راحت پہنچاؤ کیوں کہ مومن کا دل اسرارِ ربوبیت کا محل ہے۔ یہ بھی سنوایا
”قیامت کے روز میں کوئی اسباب تھا مرید اور قیمتی نہ ہوگا، جتنا دلوں کو راحت پہنچانا۔“

دلوں کو راحت پہنچانا ہمارے بزرگوں کی نظر میں کتنا اہم کام ہے۔ کیا اب یہ بات باقی رہی؟ اب تو اس دور میں کسی کو ستانا، اذیت دینا اور دل زخمی کرنا ہی عہدہ بات کہی جاتی ہے۔ یہ بات عہدہ دار ہی نہیں جس میں کچھ نیرو نشتر نہ ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
”جس قدر غم و اندوہ مجھے رہتا ہے کسی کو اس جہاں میں نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ اتنی مخلوق میرے پاس آتی ہے اور اپنے رنج و تکلیف بیان کرتی ہے۔ ان سب کا بوجھ میرے دل و جان پر پڑتا ہے۔ وہ عجیب دل ہوگا، جو مسلمان بھائی کا غم سنے اور اس پر اثر نہ ہو۔“

غریبوں اور مصیبت زدوں کی ایسی فکر اب کس کو ہوتی ہے؟ اپنا پیٹ بھر گیا سمجھے ساری دنیا آرام میں ہے اب تو ہمارے زمانہ کی روشنی ہی بدلی ہے۔ غریبوں کو کوئی نہیں پوچھتا، چند ہی لوگ نکلیں گے جو خلوص سے ان مصیبت زدوں کے لیے دعا بھی کرتے ہوں گے۔

شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا یقین تھا کہ برائی کا بدلہ اگر برائی سے دیا جائے تو پھر یہ دنیا انسانی سستی باقی نہ رہے، کچھ اور ہو جائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے :-
”اگر کوئی کاٹھا رکھے اور تو بھی اس کے عوض کاٹھا رکھے۔ تو کاٹھا نہ ہی کاٹنے ہو جائیگا۔
..... یہاں نیک و بد دونوں کے ساتھ نیک ہونا چاہئے۔“

پر اس دور میں یہ بات لوگوں کی سمجھ میں بھی نہ آئے گی کہ برائی کا بدلہ نیکی سے دیا جائے، یہاں تو رومہ عمل کا دورہ بڑا ہوا ہے، اگر کوئی کسی کی انگلی کاٹنے کو صرف کیے تو وہ سراسر موقع پاکر اس کے بدلہ میں اس کی گردن کاٹنے لگے ہندو پاک میں اقلیت کی خوں ریزی اور عصمت دری کے جو واقعات پیش آئے وہ اس دورِ عمل کے نام پر۔

اسی چیز کو محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے موقع پر اس طرح فرمایا :-

”دو چیزیں ہیں ایک نفس، دوسرے قلب جب کوئی نفس سے پیش آئے تو اس سے قلب سے پیش آنا چاہئے، یعنی نفس میں دشمنی، خوف، اور فتنہ ہے اور قلب میں سکوت، رضا اور نرمی، پس جب کوئی نفس (دشمنی) سے پیش آئے تو اس سے قلب (نرمی) سے پیش آنا چاہئے۔ اس طرح نفس (دشمنی) مغلوب ہو جائے گا۔ لیکن اگر نفس کا جواب نفس سے دیا جائے تو پھر دشمنی اور فتنہ کی کوئی حد نہیں رہے گی۔“
کتنا دلنشین پیرایہ میں اس مسئلہ کو اپنے سمجھانے کی سعی کی ہے یہاں ہم اس مسئلہ کے تین کے ساتھ سمجھ لیں۔ تو پھر دنیا میں جو فتنہ و فساد برپا ہے اور انسانی آبادی کو خاکستر بنانا چلا جاتا ہے۔ ختم ہو جائے اور انسانیت کو سکون میسر آ جائے۔

ایک دفعہ آپ نے دوسرے کی عداوت کے ازالہ کی تدبیر بتاتے ہوئے فرمایا :-
”اگر دو آدمیوں میں جھگڑا اور دشمنی ہو، تو طریقہ یہ ہے کہ نرمی اپنا دل بالکل پاک و عداوت کر لے، جب ایک شخص اپنا باطن عداوت سے پاک کر لے گا، تو دوسرے کی طرف سے بھی آزار کم ہو جائے گا۔“

ضرورت ہے کہ یہ نصیحتیں ہمارے دربار، علماء و صوفیاء اور دوسرے طبقوں کے لوگ خود سے پڑھیں اور ان پر عمل کریں۔ آپ سے ایک دفعہ شکایت کی گئی کہ برسرِ منبر کچھ لوگ آپ کو بُرا کہتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا :-

”جس نے مجھے بُرا اور نامزاک کہا ہے میں نے اسے معاف کر دیا۔ نہیں بھی چاہئے کہ ان لوگوں کو معاف کر دو۔“

اب یہ اعلیٰ اخلاق ناپید ہوتا جا رہا ہے خدا کرے ہم انکے نفاذ کو سمجھیں۔

کچھ بدباظنوں نے خانقاہ میں آکر منہ پر آپ کو بُرا بھلا کہہ دیا سن کر خموشی اختیار فرمائی۔ اس سلسلہ میں ایک دن فرمایا :-

لوگوں کے آپس کے معاملہ کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ ایک شخص سے دوسرے کو فائدہ پہنچے اور نہ نقصان، دوسرا شخص

جماد کا حکم رکھتا ہے، دوسری قسم اس سے بہتر ہے۔ اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو بے لگوئوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، نقصان نہیں پہنچاتا تیسری قسم یہ ہے کہ اس سے دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے، اگر لوگ اسے حضرت پیغمبر ہیں۔ تو وہ اس کی پاداش و کمالات کا خیال نہیں کرتا۔ بلکہ عمل کرتا ہے اور تکلیفوں کو سہتا ہے۔ اصل میں یہ کام صدیقیوں کا ہے

ایک چوتھی قسم کا آپ نے ذکر ہی نہیں فرمایا جو صرف نقصان ہی نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ قسم ہمارے اسلام کے خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ اور غالباً ہی وجہ ہوئی کہ اسے ذکر نہیں فرمایا۔ مگر ہمارے اس زمانہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو صرف ایذا رسانی کا ہی کام کرتے ہیں نفع پہنچانا جلتے بھی نہیں۔

(انسانوں سے محبوب الہی کو بڑی ہمدردی تھی لکھا ہے :-

”گر مجی کا موسم تھا، ایک دن حاضرین کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ سائے میں جگہ نہ رہی، لوگ محبوب میں بیٹھنے لگے حضرت محبوب الہی کی طبیعت بے چین ہو گئی۔ فرمایا :-
نہرا پاس پاس ہو بیٹھو، تاکہ وہ بھی سائے میں بیٹھیں، کیونکہ نہروپ میں بیٹھے تو وہ میں اور جلتا ہوں میں۔“

اب یہ دردِ دل بے چینی کہاں رہی، یہ بڑی قیمتی دولت تھی۔ جس سے اپنے اور غیر دونوں فائدہ ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔ کاش اسے ہم آج پھر اپنالیں۔

حضرت محبوب الہی کے متعلق لکھا ہے کہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے۔ مگر سحری شاد و نادر ہی آپ نے کبھی کھائی تھی۔ خادم سحری خواجہ عبدالرحیم عرض کرتے ہیں :-

مخدوم! آپ نے افطار کے وقت بہت ہی کم کھانا تناول فرمایا، اگر سحری کے وقت بھی تھوڑا سا کھانا تناول نہ فرما میں گے تو نصف بڑھ جائے گا اور طاقت سلب ہو جائیگی خواجہ عبدالرحیم کی یہ بات سن کر حضرت محبوب الہی زاد و فطارتوں نے لگتے ایڑے لگتے بہت سے مساکین اور دلہنیں مسجد کے کونوں اور دکانوں کے گوشوں میں کھوکھو کے اور فائدہ زدہ پڑے ہوئے ہیں۔ بھلا یہ کھانا میرے خلق سے کس طرح اُتر سکتا ہے۔

آج جن لوگوں نے بھوکوں تنگوں اور مصیبت زدوں کے نام پر انگریزوں کو نکال کر حکومت سنبھالی۔ ان کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی ذات پر ہزاروں روپے مال نہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر ایک بھوکے کا فائدہ نہیں توڑتے۔ ایک بنگے کو بھی انہوں نے آٹھ سال کی حکومت میں اپنا ایک پیسہ نہیں دیا۔ جو کچھ کیا اپنے لئے کیا، ان کی حضرت محبوب الہی کے اس واقعہ سے سبق سیکھنا چاہئے۔ کہاں ہیں مختلف

جامعہ کے لیڈران کرام پیغمبر اسلام کے اس فقیرے تو
سے سبق حاصل کریں۔

حضرت محبوب الہی عبادت سے زیادہ اہمیت
انسانی خدمت کو دیتے اور فرماتے۔ نماز روزہ کوئی مشکل
کام نہیں۔ مشکل یہ ہے "بنی نوع انسان پر شگفتگی پیدا کرنا
ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا، برائی سے بچانا اور بھلائی کی
طرت بنانا۔"

حضرت شیخ رکن الدین ملتانی فرمایا کرتے تھے:-

"و جنابت و تقسم کی ہوتی ہے، ایک جنابت
(ناپاکی) دل کی، دوسری جنابت بدن کی
بدن کی جنابت وہ ہے جو عورت کے ساتھ
صحبت کرنے سے حاصل ہو، اور دل کی
جنابت نفاقوں کی صحبت سے ہوتی ہے
بدن کی جنابت تو بانی سے پاک ہو جاتی
ہے، لیکن دل کی جنابت انسویں سے
دھوئی جاتی ہے۔"

دل کی گندگی اور اس کی پاکی کا مسئلہ خوب
سمجھایا۔ واقعہ ہے بدکردار و بد اخلاق کی صحبت انسان
کے قلب کو آلائشوں سے بھر دیتی ہے۔ اگر کوئی اسے
دور کرنا چاہتا ہے تو اس کے سوا کوئی صورت نہیں
کہ رب العزت کے آگے روئے اور گڑبگڑائے، کاشت
عام مسلمان اور علماء کرام اس مسئلہ کو سمجھتے اور عمل
کرتے۔

شیخ، جو بری گئے بیان فرمایا:-

"ایک علم کے مدعی نے ایک فقیر سے
کہا کہ تو نے نیکیاں لباس کبوں پہنا ہے؟
اس نے جواب دیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم سے تین چیزیں باقی رہیں، ایک تھری
دوسرے علم، تیسرے تلوار۔
تلوار بادشاہوں نے پائی، مگر انہوں نے
اس کو موقع پر استعمال نہ کیا۔ علماء نے
علم اختیار کیا۔ مگر صورت سیکھنا ہی پسند کیا۔
دھول بھول گئے ظہیر اور فقیری فقیروں کے
گروہ نے پسند کی۔ مگر اس کو امیری کا آئینہ
ان تینوں گروہ کی مصیبت پر نیکیاں لباس
پہنا ہے۔"

آج کل کے امراء اور حکمران طبقہ علماء اور سجادہ
نشین صوفیاء دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دیں۔ نیکیوں پر
فقیر نے جو بات کہی تھی صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے
اور یقیناً صحیح ہے تو پھر ان کو سوچنا چاہیے کہ ایک
دن مرنا ہے اور رب العزت کے سامنے حاضر ہونا ہے
اپنی اپنی صحیح راہ اختیار کریں اور غلط راستے سے
کوہیں۔ (اسی میں نجات ہے۔)

ایک دفعہ بالہ دل رشید اپنے وزیر فضل کے ساتھ
خواب فیصل میں میاں جس کی خدمت میں حاضر ہوا، خواجہ صاحب
نے دھڑکی کی اجازت نہیں دی، غلیبہ کی حیثیت سے
داخل ہوا، پھر اس موقع سے غلیبہ دلوں پر مشتمل

نے نصیحت کی مدد است کی۔ ان میں ایک نصیحت یہ
تھی:-

یہ ملک ترا گھر ہے اور خلعت تیری اولاد
ہاں باپ کے ساتھ نرمی، بہن بھائیوں پر
نرمائی، سچے بچوں سے نیک سلوک کر،
اگر کوئی مفلس بڑھیا رات کو بھوکی سوجائی
تو مینا مت کہ دن وہ بھی تیری دامن گیر
ہوگی اور تیرے ساتھ جھگڑے گی،

یہ نصیحت اس لائق ہے کہ آئینہ کے صدر جمہوریہ
گورنر جنرل، وزراء اعلیٰ اور دوسرے ذمہ دار حکام
اس کو یاد رہیں۔ اور اگر یہ درست ہے اور یقیناً درست
ہے۔ تو پھر عمل کرنا سیکھیں۔ جو لوگ اسلامی حکومت کو
سمجھنا چاہتے ہیں۔ ان فردوں پر نظر کریں۔

حق گوئی کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔ کھلم کھلا
حضرت سفیان ثوری نے حج کے موقع
پر منیٰ کے میدان میں غلیبہ منصور کو پکڑ لیا۔
اور کہا "امیر المؤمنین، حضرت عمرؓ نے
ایک سچ میں جس کے مصافحت پر سولہ دنیا
خرچ ہو گئے تھے فرمایا تھا "یہ مظلوم ہوتا
ہے کہ میں نے سارا بیت المال بے دیا
آپ نے سزا اور امت محمدیہ
کا بے شمار مال بغیر اجازت صحت کیا ہے
آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟"

اب اس زمانہ میں کسی ذلیلہ حق و عدل کے گمراہ
سے حق بات کہنے کی کوئی جرأت ہی نہیں کرنا۔ حالانکہ
یہ اہل علم کا فرض ہے کہ وہ کسی سے متکبر نہ ہوتے
ہوئے کہیں تو اس کو ٹوکیں اور اس کو راہ راست
پر لانے کی سعی کریں۔ ہماری زمانہ کے علماء اور صوفیاء
جز افراد کو چھوڑ کر اگر خود نما نہ پڑھ لیتے ہیں اور دوسرے
کام بے دلی سے کر لیتے ہیں تو خدا پریشاں انسان کہتے
ہیں، دوسروں کی اصلاح کی کوئی فکر نہیں کرتے، مگر سچنا
چاہئے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-
"تم میں جو کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے، اس کو
قدرت سے روکے۔ اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے
اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا سمجھے اور یہ
ادنیٰ غصیبت فرد جس سے۔"

امام غزالیؒ نے عمر بن ملک ثناء کو نصیحت کرتے
ہوئے فرمایا ہے:-

"اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب
جس کو دیا جائے گا۔ یہ ظالم بادشاہ ہو گئے
حضرت عمرؓ فرمایا کہ تیرے ساتھ ایک
خارشلی لکڑی کی خبر گیری چھوڑ دے،
تو قیامت میں تجھ سے مواخذہ ہوگا۔"
اس کے بعد بادشاہ کو حق طلب کر کے فرماتے ہیں۔
ہاں اسے بادشاہ! دیکھو حضرت عمرؓ کو بار بار
کمال احتیاط، دلی و انصاف کے ساتھ مواخذہ

کلیتہً ڈر تھا۔ اور تیرا حال یہ ہے کہ تجھ کو
اپنی رعایا کی کچھ پروا نہیں اور کچھ نہیں
جاننا کہ تیرے ملک والوں کا کیا حال
ہے۔"

پھر اسی طرح کی آپ نے نصیحتیں فرمائی ہیں۔ ظلم و
ہود سے منع کیا ہے۔ اور پاک پر ہم دکم کرنے کی
تاکید کی ہے۔

شیخ محی الدین عبدالقادر کے متعلق لکھا ہے کہ:-
آپ درمید ہیں۔ تھے، آئیں میں

"خلیفہ مستقر یا اندالہ المظفر یوسف آپ
کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھے کچھ
نصیحت فرمائیے اور اس خلیفہ اشرافیہ
کی خدمت میں پیش کریں۔ آپ نے فرمایا
مجھے ان خلیفہ کی خدمت میں نہیں بھید
نے اصرار کیا، تو آپ نے ایک پھیلی اپنے
دائیں ہاتھ میں لے لی اور دوسری بائیں
میں۔ اور دونوں کو دبا کر بچوڑا۔ ان دونوں
سے خون بہنے لگا، پھر آپ نے فرمایا۔
الو المظفر! کیا تو جانتا ہے کہ تیرا کہ لوگوں کا
خون لے کر میرے پاس آیا ہے۔"

گویا آپ کو بتانا تھا کہ یہ خلیفہ اشرافیہ
میں جو تم نے ستم ڈھا کر دوزخوں کا نشانہ بنا کر جہنم
کی میں۔ یہ تیری جائیداد کمانی نہیں ہے بلکہ خون
ہونے سے ڈراتی ہے حیاتی پرند آؤ آؤ
ضرورت ہے کہ آج بھی حق پرست علی الاعلان
مظالم پر تنقید کریں اور حکمران طبقہ کو ظلم و جور سے
روکیں۔ پیڑ پیڑ سے کہنا کافی نہیں۔ ہمت پر نہیں اور تلخ
انداز میں کہیں۔

حضرت محبوب الہی کے متعلق لکھا ہے کہ ایک زمانہ
میں سخت عسرت اور تنگی کی زندگی گزار رہے تھے مگر
اس زمانہ میں بھی استغنا کا یہ عالم رہا کہ
سلطان جلال الدین خلجی نے گاؤں میں کھانے
کی اجازت عوامی دفرہ دیا۔ مجھے اور
میرے خدمت گاروں کو متاثر سے گاؤں
کی چڑاں ضرورت تھیں۔ میرا اور والد کا
خدا کا دسارہ اور میرا مال ہے۔"

پھر کسی بڑے سے ڈرنے کا سوال کہاں سے
پیدا ہوتا ہے۔ جو بادشاہ کی جاگیر کو ٹھکرا دے۔
بادشاہ خود غصوں کو کر سکتا ہے کہ کس نڈت و مار کا
انسان ہے۔

حضرت پیر غزنیؒ آپ نے ہر آئینہ زبانی میں
ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی حسیہ قائم رکھے اور
ہر آن غریبوں اور آتے جانے والوں کی ضرورتیں پوری
کرتے رہے، ایک دن فرماتے گئے:-

"اب مجھ کو فرصت شغولی اور غلوئی کی نہیں
ہے۔ دلی بھر غلوئی کے ساتھ رہنا چاہیے
(باقی صلا ہے)

سفر نامہ یورپ

(۱۶)

فرنگفرٹ (جرمنی)

(از خان عبدالحمید خان صاحب آف "فیروز نسیم" لاہور)

۴ جولائی ۱۹۵۵ء بروز جمعہ ۱۴ بجے ہوائی جہاز نے پٹانگی تمام راستہ مطلع ابراہم آباد پر۔ ہم لوگ سات ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ ایک گھنٹہ کی پرواز کے بعد فرنگفرٹ پہنچ گئے۔ اور فرنگفرٹ ہسٹل میں قیام کیا۔ یہ ہسٹل فرنگفرٹ کے عین دل میں واقع ہے۔ ٹراموے اور موٹروں کی سڑکیں، چوک اور بڑی بڑی عالیشان عمارتیں اور خرید و فروخت کے مناظر ہمارے کمرے کے عین سامنے تھے۔ آتے ہی تازہ پٹھ کر اور میکی لیکر گھر منے چلے گئے۔ رات کے وقت یہاں کا منظر عجیب و غریب تھا۔ بازاروں اور دوکانوں کی روشنیاں دم بدم تبدیل ہو کر نئے سے ڈیرا بناتی تھیں۔ یہ ڈیرا ان جرمین زبان میں دراصل دوکانوں اور بازار کے نام تھے۔ آنے جانے والوں کی آنکھیں بے اختیار ان کی طرف اٹھتیں۔ اور ان کے نقوش دماغ پر اپنا اثر چھوڑ جاتے۔ جس طرف دیکھی جاتی تھے سے نیا منظر و عورت نگارہ دے رہا تھا۔

گزشتہ جنگ عظیم میں اس شہر پر شدید بمباری ہوئی جس سے شہر کا تین چوتھا حصہ کھنڈرات بن گیا۔ گزشتہ بارہ سال کے عرصے میں جرمنوں نے پہلے سے زیادہ عالیشان عمارتیں کھڑی کر دی ہیں۔ اگرچہ اب بھی بموں سے گزے اور جلے ہوئے مکانات کافی تعداد میں موجود ہیں۔ لیکن جس سرعت سے اس کی تعمیر ہوئی ہے اس کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

آفریں باد بریں بہت مروانہ تو یہ حقیقت ہے کہ کسی چیز کے بگاڑنے میں تو کوئی زیادہ وقت نہیں لگتا۔ مگر اس کا بنانا کار سے دار۔

۵ جولائی کو صبح سویرے ناشتہ سے فارغ ہو کر تیس میل کے فاصلے پر آپل موٹور ساری کا کارخانہ دیکھنے چلے گئے۔ یہاں ایک استقبالیہ دفتر محض اس لیے بنا ہوا ہے کہ جو لوگ کارخانہ دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ ان کی رہنمائی کرے۔ یہاں سے میکروں زن و مرد ستیاہوں کے علاوہ مختلف کالجوں کے طلبہ اور طالبات بھی کارخانہ دیکھنے کے لیے موجود تھے۔ ایک کانفرنس ہال کا نام درج کر کے مختلف زبانیں جاننے والے کانفرنس نے الگ الگ ٹولیاں بنا کر کارخانہ دکھانا شروع کیا۔ ہمارے لیے تو ایک انگریزی دان کانفرنس تھا۔ سب سے پہلے نوڈوم میں وہ کانفرنس دکھائی گئی۔ جو انھوں نے ۱۹۵۴ء میں بنائی تھی۔ اس کے بعد مختلف زبانوں میں تبدیلیجہ ترقی کرتے ہوئے جو ماول بنائے گئے تھے۔ ان میں سے اکثر وہاں موجود تھے۔ کارخانہ دیکھ کر عقل و طرہ حیرت میں پڑ جاتی ہے۔ کہ کس قدر دماغ سوئی سے

انھوں نے اس کا منصوبہ مرتب کیا ہوگا۔ ہر کام کے لیے ایک خاص مشینری بنا کر اس سے کام لیا جا رہا ہے۔ پندرہ میل لمبی لائن میں انجن کے مختلف پڑنے اپنی اپنی جگہ تیار ہو کر خود بخود فٹ ہوتے چلے جاتے ہیں اور آخر میں پورا انجن مکمل ہو کر خود بخود ایک باڈی کے اندر اپنی جگہ پر آ بیٹھتا ہے۔ ہمارے ہاں تو بعض سرچھرے کمیا اور جادوگری کے پیچھے ٹکریں مارتے پھرتے ہیں۔ اصل کمیا اور جادوگری یہ ہے کہ وہ اپنے کو مختلف مشینوں سے نکال کر سونے اور چاندی کے جھاڑ بیچتے ہیں۔

گزشتہ جنگ عظیم میں اس فیکٹری کو بے نقصان پہنچا۔ ۴۰ فیصدی عمارت کو نقصان پہنچا اور پندرہ فیصدی مشینری ضائع ہوئی۔ لیکن ۱۹۵۴ء تک جرمنوں نے اس کارخانے کو پھر سے تیار کر لیا۔

اس کارخانے کی ترقی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۱۹۲۲ء میں انھوں نے پہلے سلائی کی مشین تیار کی۔ ۱۹۵۴ء میں سائیکل بنانے شروع کیے۔ ۱۹۵۸ء میں موٹور ساری کا کام شروع کیا۔ ۱۹۵۸ء میں دس لاکھ مشینیں تیار کر کے اس کام کو چھوڑ دیا۔ ۱۹۶۳ء میں پچیس لاکھ سائیکل بنا کر اس کام کو بھی ترک کر دیا۔ ۱۹۶۸ء میں انھیں موٹریں بنانے ہوئے پچاس برس گزر چکے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ہر سال موٹریں بنانے میں مندرجہ ذیل ترقی ترقی کی۔

۱۹۲۹ء	۸۳۹	
۱۹۴۶ء	۳۲۳۹	برآمد
۱۹۵۸ء	۱۳۰۹۱	۱۵۰۴
۱۹۶۹ء	۳۹۵۶۴	۶۵۹۲
۱۹۵۰ء	۷۲۷۶۶	۲۹۴۶۹
۱۹۵۱ء	۷۶۹۵۵	۳۸۷۷۵
۱۹۵۲ء	۸۷۹۳۴	۴۱۵۱۹
۱۹۵۳ء	۱۰۵۷۹۲	۵۱۹۲۳
۱۹۵۴ء	۱۶۷۶۵۰	۹۱۷۵۴

آج کل مختلف قسم کی موٹریں اور ٹرک رفیرانہ سات سو کی تولد میں بناتے ہیں۔ ایک ایک مشین میں ایک ایک ٹرک مکمل ہونے اور باہر ٹرک پر نکلنے کا منظر بھی بڑا عجیب ہوتا ہے۔ اور خواہ مخواہ ان کارگروں کو داد دینے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔

یہ ہے کہ بہت کم سے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا وہ کونسا عقیدہ ہے جو وہاں ہو نہیں سکتا ۱۹۵۴ء میں یہاں کے ملازمین کی تعداد ۵۵۵۴۴ تھی۔ اور آج کل پچیس ہزار ملازم ہیں۔ اس کچھ عرصہ سے انھوں نے

لیفٹ جیٹر (پانی ٹھنڈا کرنے کی مشینیں) بھی بناتے فروغ کر دیئے ہیں۔ جن کی کافی کھپت ہے۔ یہ کارخانہ ایک سو سے وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ ۱۰۴ ایکڑ زمین پر مشینوں کی بارکیں ہیں۔ ریل کی پٹریاں ۱۳ میل لمبی ہیں جن پر مشینوں پر تیار ہونے کے لیے دھاتیں اور لوہا آتا ہے۔ اور پڑہ جات مکمل ہو کر جاتے ہیں اور انھیں لائنوں پر انجن موٹریں اور دوسری مشینیں تیار ہوتی ہیں۔ دفاتر و مزدوروں کے کوارٹروں۔ مشینیں ٹیسٹ کرنے کے میدان نے بھی تقریباً اتنی جگہ گھیر رکھی ہے۔

دو بجے کے قریب یہ کارخانہ دیکھ کر ہٹل واپس آئے۔ کھانا کھایا۔ نماز پڑھی اور بازار کی سرکشت کوئل گئے۔

فرنگفرٹ کی آبادی تقریباً پونے تھ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ بہت پُرانا شہر ہے۔ آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل یہ شہر آباد ہوا۔ شہر دریائے رائن کے طاس میں واقع ہے۔ اگرچہ گزشتہ جنگ عظیم میں اس شہر کو بہت نقصان پہنچا۔ لیکن آج بھی یہ شہر جرمنی کے ترقی یافتہ شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ ادویات سازی۔ مشین سازی۔ بجلی کی اشیاء اور غوراک کی صنعت کے لیے یہ شہر آج بھی دنیا میں کافی شہرت رکھتا ہے۔ فیڈرل حکومت کے بہت سے دفاتر بھی یہیں ہیں۔ جلیبے وزارت مالیات، تجارت رسل و رسائل، زراعت و خوراک اور جنگلات کے دفاتر یہیں پر ہیں۔ نیز یہ شہر سائنسی تعلیم، ثقافت و لائبریریوں کا عجائب گھروں، آرٹ گیلریوں، تھیٹروں اور دہلیوں کا مرکز ہے۔

ولیم قیصر جرمنی جس نے تمام حکومتوں کو انوکھ بننے جو ادبیے تھے۔ اس شہر سے بہت انس اور دلچسپی رکھتا تھا۔ اور اس کے پوتے کے لیے کافی کوشاں رہا۔ لیکن ایک گردشیں پیرخ نیلوری نہ قیصر بجا ماند نے قیصری!

میں نے چند ایک لوگوں سے اس قیصر مرحوم کا ذکر چھیڑا۔ گرد و لبوں پر جہر سکوت لگائے رہے۔

یہ شہر جرمن تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں کا گرجا گھر جو پڑائے شہر کے عین وسط میں بہت قدیمی عمارت ہے۔ جرمنی کے عروج و زوال کی داستان ہے۔ تیرہویں صدی میں ایک پڑائے گرجا گھر کی شکستہ عمارت پر اس کی تعمیر ہوئی۔ چودھویں صدی سے لے کر اٹھارویں صدی تک اس کا بڑا ہال جرمن شہنشاہوں کی تاجپوشی کی رسومات کا مرکز بن گیا۔ اٹھارویں صدی کے آغاز میں پھر اسے گرجا گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس کی دیواروں پر حضرت عیسیٰ کی زندگی کے واقعات تصویروں میں دکھائے گئے ہیں۔ سینٹ یار تھلم کے قتل عام کا دردناک منظر ایک دیوار پر نمایاں ہے۔ جس میں ہزاروں پروٹسٹنٹ عیسائی رومن کیتھولک پادریوں کے کلمے تلے نقش کیے گئے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ ہے دین تھے۔ گرجا کے اندرونی حصے میں شامیون اور سینٹ یار تھلم کی تصاویر کھڑی ہیں کھڑی ہوئی ہیں۔ اس کا گنبد جس کی بلندی ۱۱۳ فٹ ہے نہایت ہی عالیشان ہے۔

خلفائے راشدین کا عہد حکومت

(از مولانا شرافت علی صاحب سیوہاروی)

موجودہ دور میں مغربی اقوام اور تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان عام طور پر اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ اسلام کی تعلیمات میں برتر مادی کے لئے کوئی مواد موجود نہیں۔ مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تاریخاً ہی سے جو اصول بنائے ہیں ان میں سے جو اصول بنائے ہیں۔ جن پر موجودہ مذہب دنیا کے مستبد کی بنیادیں کھڑی نظر آتی ہیں۔ آپ کے دور خلافت کے راز میں نے اس سلسلہ میں جو کچھ فرمایا اس کی نظیر بھی یورپ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قرآن کی شکل میں ہوں یا احادیث کے رنگ میں یا صحابہؓ کے عمل کی صورت میں ہمارے پاس ہر شعبہ حیات میں رہنمائی کے لیے مکمل قانون موجود ہے۔

آپ اس عنوان کے تحت خلفائے راشدینؓ کے دور حکومت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے اور پھر اس کا مقابلہ یورپ کی موجودہ متمدن حکومتوں سے کیجئے تو آپ خود زبان حال سے پکار اٹھیں گے۔ جو نسبت خاک را نیام پاک

ہیں ان لوگوں کو صلح پر آمادہ کر آؤں۔ حضرت خالدؓ نے انھیں چھوڑ دیا۔ لیکن فرمایا میں صرف جان کا مالک دیتا ہوں۔ مال کا نہیں۔ مرادہ اندر گیا اور عورتوں کو صلح کے قلعہ کی فصیل پر کھڑے ہونے کی ہدایت کر کے اور ضرورت باتیں بتا کر چلا آیا۔ اور اگر عرض کیا میری قوم صرف جان کا مالک نہیں چاہتی مال کا بھی چاہتی ہے۔ ادھر حضرت خالدؓ کی نظر قلعہ کی فصیل پر پڑی تو دیکھا کہ وہاں بادیوں نے فوجیں متحرک ہو رہی ہیں۔ تلواریں اور نیزوں کی آوازیں چمک رہی ہیں۔ جس سے مرادہ کے بیان کی تصدیق ہوئی۔ نتیجہ یہ حال دیکھ کر حضرت خالدؓ نصف مال کی اماں پر راضی ہو گئے۔ لیکن مرادہ کی بار اندر آیا گیا۔ اور ہر مرتبہ قوم کی ناراضماندی ظاہر کی۔ چنانچہ آخر میں مجبور ہو کر حضرت خالدؓ نے جو تھاقی مال پر صلح کر لی۔ اور صلح نامہ لکھا گیا۔ اس کے بعد جب قلعہ کا دروازہ کھلا تو وہاں عورتوں اور بچوں کے میاں کوئی نہ تھا۔ حضرت خالدؓ مرادہ سے کہا تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا۔ اس نے کہا میری قوم تباہ ہو جاتی، میرا خرمن تھا کہ اپنی قوم کی حفاظت کر دوں۔ آپ مجھے معاف فرمائیے۔ حضرت خالدؓ خاموش ہو گئے۔ اور عہد نامہ کی خلافت روزہ کی کانپال تک بھی ان کے دل میں نہ آیا۔ کیا دنیا کے فاتحوں میں اس جیسے ایثار عہد کی مثال دیکھی جا سکتی۔

(۳۰)

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ جیش اسامہ کی خدمت کرنے کے لیے پایادہ تشریف لے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ امیر لشکر کو ہدایت فرماتے جاتے ہیں :-

(۱) اسامہ خیانت نہ کرنا (۲) جھوٹ نہ بولنا

(۳) بد قسمی نہ کرنا (۴) بچوں۔ بوڑھوں

اور عورتوں کو قتل نہ کرنا (۵) کسی پھلدار

درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا (۶) کھانے کی

ضرورت کے علاوہ کھانے۔ اونٹ بکری

وغیرہ جانوروں کو ذبح نہ کرنا (۷) جب

کسی قوم کے پاس سے گزرے تو نرمی سے

اسلام کی دعوت دینا (۸) جب کسی سے

(۱) حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جب آپ کا جانشین بنایا گیا تو انہوں نے اپنے سب سے پہلے خطبے میں اصول جہاں باقی کے متعلق کس خوبی اور اختصار سے ارشاد فرمایا ہے :-

لوگو! میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں۔ اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ تمہارا طاقتور سے طاقتور آدمی میرے نزدیک کمزور ہے۔ جب تک کہ میں کمزور کا حتی اس سے وصول نہ کر لوں۔ اور تمہارا سب سے کمزور انسان میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک کہ میں اس کا حتی اس سے نہ دلوں۔

اسے لوگو! میں تم ہی جیسا انسان ہوں جب تم دیکھو کہ ٹھیک کام کر رہا ہوں تو میری پیروی کرو۔ اور اگر میں ٹھیک رہا ہوں تو مجھے درست کر دو۔

(۲)

خلافت صدیقؓ کے زمانہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو میلہ کذاب کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا گیا۔ میلہ کے پاس ۴۰ ہزار افواج تھیں اور مسلمان صرف ۱۲ ہزار تھے۔ گھسان کی جنگ کے بعد میلہ کذاب اپنی مضبوط پناہ گاہ حلیقہ الرعمین میں گھس گیا۔ مال بھی بڑا سخت رک پڑا۔ میلہ کے مہارواہ تاب مقابلہ نہ لاکر میلہ کذاب کے مقتول ہونے کے بعد ہزار لاشیں میدان میں چھوڑ کر منتشر ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ایک ہزار مسلمان بھی شہید ہو چکے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے جاننا نہ بہادر پھرے ہوئے ہیں۔

اور فریادی طور پر قلعہ پر قبضہ کر لیا جاتے ہیں، لیکن مرادہ بن جراح جو قید ہو چکا تھا فوراً اُٹ کے بڑھا اور حضرت خالدؓ سے عرض کیا، آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہماری مرکز ہی طانت ٹوٹ چکی ہے، ہماری فوج ابھی تک قلعہ کے اندر محصور ہے۔ جو آپ کو کافی عرصہ تک پریشان کر سکتی ہے۔ آپ مجھے چھوڑ دیجئے کہ

میں محفوظ مراتب کا خیال رکھتا (۹) جب کھانا سامنے آئے اللہ کا نام لے کر شروع کرنا (۱۰) ایسے یہودیوں اور عیسائیوں کے جو دنیا سے بے تعلق ہو کر عبادت گاہوں میں رہنے لگے میں کسی قسم کا تعلق نہ کرنا۔ (۱۱) جن چیزوں کے کرنے کا آنحضرتؐ نے حکم دیا ہے۔ ان میں کمی زیادتی نہ کرنا۔ (۱۲) اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر جہاد کرنا۔

بولو! کیا آج بھی اس کا جواب پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۳)

حضرت ابو بکرؓ کے دورِ عمرؓ کے خلیفہ حضرت عمرؓ بنے گئے۔ آپ کے عہد خلافت میں جس وقت اسلامی فوجوں نے بیت المقدس کو فتح کیا ہے تو اہلبیاء بیت المقدس کی خواہش کے مطابق امیرالمومنینؓ خود وہاں تشریف لے گئے اور اپنے سامنے عہد نامہ لکھوایا۔ جس میں تصریح ہے کہ :-

یہ وہ اماں نامہ ہے جو امیرالمومنینؓ نے اہلبیاء والوں کو دیا ہے۔ اہلبیاء والوں کے جان و مال، گرجے، صلیب، میاں، تہذیب سب کو اماں دی جاتی ہے۔ ان کے گرجاؤں میں سکونت نہ کی جائے گی اور نہ وہ ٹھکانے جائیں گے، یہاں تک کہ ان کے احاطوں کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ نہ انکی صلیبوں اور مالوں میں کمی کی جائے گی۔ نہ مذہب کے بارے میں کسی قسم کا تشدد کیا جائے گا اور نہ انہیں سے کسی کو غرض نہ پہنچایا جائے گا۔

اس کے بعد یہودیوں اور یونانیوں کے متعلق کچھ فرما کر تحریر ہے کہ جو کچھ اس عہد نامہ میں درج ہے۔ اس پر خدا کی قسم خلافت اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

(۵)

خلیفہ ثانی ہی کے عہد خلافت کا یہ واقعہ ہے کہ جب آپ کے پاس گورنر مصر حضرت عمر بن العاصؓ کے متعلق یہ خبر آتی ہے کہ ان کے پاس بہت سامان جمع ہو گیا ہے۔ آپ جواب طلب کرتے ہیں۔ وہاں سے جواب لکھا ہوا آتا ہے۔ میرا علاقہ بہت بڑھ چکا ہے۔ اس لیے میرے خرچے سے بہت کچھ بچ جاتا ہے۔ امیرالمومنینؓ کو یہ جواب اطمینان نہیں بخشتا۔ آپ غور پر سکہ کو پورے اختیارات دے کر مصر بھیجتے ہیں وہ وہاں مال کی پرنالی کرتے ہیں۔ اثاثہ کا حساب لگاتے ہیں۔ اس کے بعد جو ذرا اند بچتا ہے۔ اس کو ضبط کر کے بیت المال (خزانہ سرکاری) میں داخل کر دیتے ہیں۔

اور دیکھو مصر کا باغیباں گورنر جس کی حدود ممکنات مصر سے لے کر طرابلس تک پہنچی ہوئی ہیں۔ دم نہیں مارتا۔ کیا اسلامی ارکان کے علاوہ اس کی جھلک نہیں اور بھی دیکھی

(باقی صفحہ)

مرحوم ابوہریرہ رضوان اللہ علیہ وسلم جامع

رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامعہ دارالعلوم دیوبند

قسط نمبر ۵

جانشین نبی کریم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کلام منظم میں بارگاہ صدیقیت میں عقیدت و نیاز مندی کے چند پھول پیش فرمائے۔ اور سیرت صدیقؓ کا پورا نقشہ کھینچ دیا ہے۔
آن امتی الناس برمولائے ما
آن علیہما اول صیقلے ما
ہمت اوکشت بکت راجول ابر
ثانی اسلام وفار و بدر و خیر
ترجمہ:- وہی ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ ہمارے آقا و مولائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ سے بڑے محسن تھے۔ اور ہماری دادی سینا کے سب سے پہلے کلیم پہلے مصرعہ میں ذکر مرحوم نے اس حدیث شریف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من الناس علیٰ حق صحبتہما وماناہما ابوبکر۔

آپ نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ اپنی رفاقت اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر ہیں۔

اور دوسرے مصرعہ میں ایک عجیب و غریب چیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ وہ طوطہ پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے جو اذ و خواست ربّ آسمانی انخلک الیٰک الایہ اے پروردگار مجھے اپنے دیدار سے نواز۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نوزندیم کی ایک ادنیٰ سی تھک ڈالی۔ کہ وہ خود تاب نہ لاتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خود پہوش ہو گئے۔ دادی سینا میں نوزندیم کی ادنیٰ سی شعلہ کا جسدہ دیکھنے والے حضرت حکیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ ٹھہرے۔ اتبانی مرحوم فرماتے ہیں۔ ہماری دادی سینا وہ نہیں جو حضرت حکیم اللہ کی تھی۔ ہماری دادی مکہ مکرمہ ہے۔ اس دادی مفدّس مطہر میں بھی جلوتہ ربّانی کا ظہور ہوتا یعنی سرور کائنات خیر موجودات حضرت محمد رسول اللہ اس مقدس خطہ میں پیدا ہوئے جو حق تعالیٰ کی تجلیات و صفات کے مظہر اعظم تھے۔ اس جلوتہ ربّانی پر یز وانی کا سب سے پہلے نظارہ کرنے والے یعنی رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سب سے پہلے اپنا لائے والے ابوبکر صدیق تھے۔ گویا با لفاظ و بیکہ ساری سینا یعنی دادی مکہ مکرمہ کے پہلے کلیم ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ایک اور مقام پر ابوبکر صدیقؓ کی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کی مدح سرائی میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وہ دانا ہے بس ختم رسل مولا کے کل جس نے غبار راہ کو بخش فروغ دادی سینا نگاہ عشق دہستی میں دی اول وہی آخرہ

وہی قرآن وہی قرآن وہی لیلین وہی طلع پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ میں فرمایا:- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان قدم جس جگہ پر پڑتا تھا اذکار و برکات کے اعتبار سے وہی جگہ دادی سینا بن جاتی تھی۔

دوسرا شعر باغی کا۔ ہمت اوکشت ملت راجول ابر ثانی اسلام وفار و بدر و خیر۔ اس شعر میں علامہ مرحوم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ساری زندگی کا نقشہ اور خاکہ جسے خود تک کا کھینچ دیا ہے۔ گویا کوزے میں سمندر بند کر دیا۔ وہی ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کی ہمت عالمیاد و قوت اور اپنے آسمانی بادل کی طرح امت مرحومہ ملت اسلامیہ کی کھیتی کو اپنے خون سے سینچا۔ اس زمین کی سرسبز، شادابی، شروازنگی میں ذرا برابر فرق آنے نہیں دیا۔ جس کی ابیاری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست کرم اور برکت سے فرمائی تھی۔ تخم ریزی اور کاشت اس کھیتی کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کی عرق ریزیوں سے اسلامی کھیتی ابھری اٹھی۔ تازگی اور رونق پڑی۔ ایک ہی مصرعہ میں ابوبکر نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے جملہ مناقب و عمارا و صفات و کمالات بیان کر دیے۔ بلکہ ان کی پوری زندگی ایک مصرعہ میں لپیٹ اور سمیٹ لی۔

دوسرے مصرعہ کی تشریح تفصیل کے لئے تو دفتر کے دفتر بھی ناکافی ثابت ہوں گے۔ لیکن اختصاراً اور اجمال کو ملحوظ رکھتے ہوئے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کیا تھے؟ کس پایہ کے بزرگ تھے؟ ان کا مرتبہ کیا تھا؟ ان کا جواب مختصر انداز میں یوں دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور مبارک زندگی میں جا رہے اہم مقامات ہیں۔ جن میں ہم کو صرف دو مستیاں نظر آتی ہیں۔

مقامات آیتہ مندرجہ ذیل ہیں:-
اسلام - غار حرا - غزوہ بدر - قبر شریف
مقامات مذکورہ الصدر میں کے دوسرے جناب صدیقؓ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ان دونوں کے پہلے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اب ذرا مقامات ابوبکر کی ترتیب

پر نگاہ ڈالئے اور منظر غار حرا دیکھئے تاکہ شان صدیقیت آپ کے سامنے نکھر کر آجائے۔ اور دل سے بعض عبادت کا کرد و غبار چلا جائے۔ دل و دماغ میں صدیقی عشق و محبت کا سودا سما جائے۔ آمین ثم آمین۔

قرآن مجید نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کردہ آپؐ فرادیکھئے۔ آنا اولیٰ الطہارین۔ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ نبی کا قلب الطہر ایمان کا پادشاہ میں ہوتا ہے۔ جس کا جتنا اور جیسا کنکشن اور تعلق پادشاہ باورس سے ہوگا اتنی لامتناہی اور محکم پیدا ہوگی۔ اگر تعلق باطل نہیں تو دہال تادیبی سیاسی کا فرما ہوگی۔ اگر تعلق ہے لیکن کم، تو روشنی بھی کم۔ یہ بدیہی بات ہے اور مدعہ کا متنازعہ ہے۔ اسی وجہ سے ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک پر نور احمدی کا پرتو زیادہ پڑتا تھا۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے۔ غزوہ بدر کے موقع پر محمد رسول اللہ کی تاباک پستانی رب العالمین کے سامنے عرض میں تھکی ہوئی تھی۔ اس وقت آپؐ کا سچا خلیل اور تنہا رفیق ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس بار بار عفا نے اپنے انشراح صدر کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:-

”میرے تاجدار ساری دنیا کے ٹکسار سجدے سے سر اٹھاتے آپؐ کی رعایاں اجابت و رحمت سے ہم آغوش ہو چکی ہیں۔“

جب رحمت عالمیں خاتم النبیین نے اپنی پیشانی منظر لوریزدانی سطح خاک سے بلند فرمائی تو جبریل امینؑ دستِ پیغام ربّ العالمین سنانے کے لئے آجودہ ہوئے فتح میں کی نشانات بطور ہدیہ تبرک پیش کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اب تاریخ اٹھا کر دیکھو۔ دوسرا زمانہ کون ہوا؟ وہی

ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ انہما یہاں تک تو صرف مصرعہ ثانی کے پہلے مقام کی مختصر انداز میں تشریح ہوئی۔ اب دوسرے مقامات کی تشریح آگے پرچے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کی جائے گی۔ دلائل ضعیف الا بالہ۔

خدا مالدین کا انکا شمارہ حجت العالمین خیر ہوا۔ اس کے لئے آج ہی آرڈر ایک کریں

مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا

سیدنا ج محمد صاحب امروٹی رحمۃ اللہ علیہ

(۳)

(مرتبہ چودھری عبدالرحمن صاحب)

بھی تمیز نہیں۔

حضرت کا کشف : مولوی عبداللطیف صاحب

(۱) جب میں طالب علم بننا اور پڑھنا چاہتا تھا مولانا صاحب ایک دن مجھے فرمایا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کروں۔ کہ میں غریب ہوں مجھے کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ تاکہ میں سونے حال ہو جاؤں۔ میں بھی دنیا کے لالچ میں آکر امروٹ شریف روانہ ہو گیا۔ عصر کی نماز کے بعد ہاں پہنچ کر قدیموں کی اور خاموش بیٹھ گیا۔ حضرت نے مجھ سے میرا نام دریافت فرمایا اور پوچھا کہ کیا کام کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میں طالب علم ہوں اور ہسٹری پڑھ رہا ہوں۔ مکتوبی دیر کے بعد منشی عبدالخالق صاحب کو مخاطب کیا فرمایا منشی عبدالخالق دیکھو تو کیستہ اچھے نیک آدمی ہیں اور دنیا کی محبت دل میں سے کر آتے ہیں۔ حضرت کی عادت تھا کہ ہفتی کے جب کسی کا عیب بتانا مقصود ہوتا یا کشف ظاہر فرماتے تو اس شخص کی مخاطب نہیں فرماتے تھے، بلکہ ایک عمومی بات فرمادیتے۔ جس سے وہ شخص متنبہ ہو جاتا۔

(۲) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ڈیپٹی کمشنر سکھرنے جب حضرت کی چائے کی دعوت کی تو آپ نے منظر نمازی۔ اور اس کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ جب چائے اُٹی تو ڈیپٹی کمشنر نے ایک شرارت کی۔ چائے کے ساتھ جو بسکٹ آئے ان میں کچھ دسیہ تھے اور کچھ ولاستی۔ ڈیپٹی کمشنر نے بسکٹ میں سے کچھ کھانے کو لے کر فرمایا یہ بسکٹ بہادی میم صاحبہ دلا کرتے تھے لائی ہیں۔ شرارت یہ کہ اوپر دلائی اور نیچے دسیہ رکھ دیئے۔ حضرت نے جب بسکٹ کھانے شروع کئے تو نیچے سے دسیہ بسکٹ نکال لیا۔ یہ وہی کشف صحیح کیا ہوا کچھ نہیں مگر مسکرانے لگا۔ تو حضرت نے فرمایا کیا تم نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ ہم نے کدو بیج ہی پڑھا ہے۔ کیا ہمیں حلال مسدوم کا

کلمات :

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت کو نظر بند کر کے کراچی لے گئے۔ نظر بندی کے دوران میں ایک دن آپ کو ڈیپٹی کمشنر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ کا ترکوں کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ حضرت کا مزاج جدلی تھا اس سے غصہ میں فرمایا کہ تم جلدی کہہ کو کس نے ڈیپٹی کمشنر بنا دیا۔ بہتیں تو سوال کرنا بھی نہیں آتا۔ وہ دم بخود ہو کر مستم نہ ہیں۔ بے کہ آپ کی طرف دیکھئے لگا۔ مکتوبی دیر کے بعد خود ہی فرمایا کہ مسلمانوں کے تعلقات کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ تم کون سے تعلق کے پوچھتے ہو۔

ایک تعلق اسلام کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دوسرا دوستی کی بنا پر ہوتا ہے۔ تیسرا تعلق اشتادہ شاگردی کا ہوتا ہے۔ چوتھا۔ پیر مرشد کا تعلق ہوتا ہے پانچواں سیاسی تعلق ہوتا ہے۔

اس پر اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اس نے آپ کو فوراً رہا کر کے گھر بھجوا دیا۔

مولوی عبداللطیف صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن حضرت سے عرض کی کہ مجھے تبرک کچھ سونپ دے فرمائیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ بیٹا! تم مجھ سے نہ بڑھ سکو گے۔ میرے املا پر حضرت نے کئی دن بعد مجھے مشکوٰۃ شریف کا خطبہ پڑھا یا۔ اس کے بعد جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ اس کو مرع بنائے۔ پھر مجھ سے فرمایا بیٹا اب تمکو جاؤ اور پڑھو میں اس وقت ایک دوسرے بنگ کامرید تھا۔ قریباً ان کی محبت میرے دل پر غالب تھی۔ مگر اس واقعہ کے بعد حضرت کی محبت اتنی غالب ہو گئی کہ اسٹیشن پہنچنے حضرت کا نام اور اوصاف و درویشان کے احوال پہنچنے شیخ کی محبت دل سے کا ہوا ہو گئی۔

حضرت امروٹی ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ میں انتقال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۸۵ سال تھی۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ میں (یعنی آزادی ہند کی پہلی جنگ کے سال) ہوئی

آپ کا مزار مبارک امروٹ شریف ضلع سکسٹونڈو ہے۔ قصبہ امروٹ رک ٹکشی اسٹیشن دیپسے سے ۴-۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے مزار مبارک کچھ ہی اسیاں پر قبر و قبر کچھ نہیں بنا ہوا۔ عام مسلمانوں کی طرح قبرستان میں مدفون ہیں۔

استفسار

(۱) ذاتی کیکر کی اور مسواک میں کیا فرق ہے؟
(۲) روزہ رکھ کر مسواک اور ذاتی کیکر جائز ہے۔

(۳) روزہ رکھ کر پیٹ اور پرش کرنا جائز ہے؟

الجواب

(۱) ہمارے نزدیک مسواک اور ذاتی کیکر میں کچھ فرق نہیں۔

(۲) روزہ کی حالت میں مسواک اور ذاتی کیکر ہر دو کا استعمال جائز ہے۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

(۳) پیٹ یا منجھ کا استعمال روزہ دار کے لئے جبکہ اس کا مزہ حلق میں نہ پہنچے جائز ہے جلیل اللہ آؤر۔ محمد اسحق عفی عنہ انجمن خدام الدین لاہور

نقصہ مفر نامہ یورپ (مٹھے آگے)

۵ گھنٹے تک رہے ہیں جن میں سب سے بڑا جو شہنشاہ کا گھنٹہ کہلاتا ہے ۱۲' ۱۰" میں دہتی ہے۔ اس گرجا گھر کے علاوہ عجائب گھر۔ لائبریریاں اور خاص طور پر جرمن شاعر گوئٹے کا مکان دیکھا جو ۲۲ مارچ ۱۹۴۲ء کی شہادی میں تباہ ہو گیا تھا۔ جرمنوں نے اس شہر کو گھنٹہ کے گھنٹہ میں دوبارہ اپنی اپنی حالت میں بدل دیا ہے۔ شہادی سے جب یہ مکان تباہ ہو گیا تو جرمنوں نے اس کا تمام عید مجسمہ متناہ پر پہنچا دیا اور لڑائی ختم ہونے کے بعد فوراً اس کی تعمیر شروع کر دی اور اسی عید سے دوبارہ اس کو تعمیر کیا۔ اس سے جرمنوں کی اپنے آئی شاعر سے عقیدت کا پتہ چلتا ہے۔

یہیں الا قوامی نمائش ہو رہی ہے۔ فرانس کے نمائش گاہ ہے۔ یہ بہت ہی وسیع میلان ہے جس میں کتابیں۔ سمر۔ موزی۔ کیا دی سامان اور بے شمار دوسری اشیاء اور سامان کی نمائش ہوئی ہے۔ شام قریب آتی اس لیے واپس نہ آئے اور شام کو ہوائی جہاز پر برلن (لیکس) کو روانہ ہو گئے۔ (باقی وارہ)

تج کل غیر ممکن ہے ہاں کوئی وکیل صاحب کوئی نواب صاحب یا کوئی وزیر صاحب بیمار پڑیں تو بلاشبہ تشریف لے جائیں گے۔

غریبوں کو جس طرح دنیا دار ظالم حکام اور وزراء حقیر سمجھتے ہیں ہمارے پیر اور پیر زادوں کا حال بھی اس سے کچھ زیادہ بہتر نہیں جی لوگوں کو پیر کی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ میری باتوں کی تائید کریں گے۔

شاہ غلام الدین نے ملک میں ابتری پھیلنے ہوئے دیکھا تو نہ رہا گیا۔ ایک دن بادشاہ سے صاف صاف کہا۔

”سلطان وقت جب تک بذات خود امور سلطنت کی طرف متوجہ نہ ہوگا اور محضت و مشقت اختیار نہ کرے گا۔ حالات کبھی ٹھیک نہ ہو سکیں گے۔“

اور پھر انہوں نے بادشاہ کو بے پروائی کے نتائج سے آگاہ کیا۔ کہ ملک کا کیا حشر ہوگا۔ ہمارے اسلاف تبلیغ اور اصلاح کا حق ادا کر گئے کہیں سے کوئی ایسی کمزوری اختیار نہ کی جو قوم و ملک کے لیے مضر ہو۔

شاہ صاحب نے بادشاہ اور امراء وقت سے کوئی جاگیر قبول نہ کی، بلکہ ان کو ڈانٹتے رہے۔ لکھا ہے:-

”ہر چند حضرت غلّ سبحانی اور ان کے امراء نے جو آپ کے مرید و معتقد تھے۔ یہ بات قبول کرنے کی درخواست کی، لیکن قبول نہ کی۔ بلکہ فرمایا کہ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہم اسی شہر میں رہیں تو اس طرح کی بات پھر زبان پر نہ آئے۔“

تباہیا جائے یہ عزت نفس اب ہمارے زمانہ کے پیر اور پیر زادوں میں ہے؟ پھر جو کچھ ہمارے چلے زمانہ کے بزرگوں کو حاصل تھے ان کو کیونکر نصیب ہوں گے۔ اب خدا پر بھروسہ نہ کسی پیر زادہ کو رہا اور نہ کسی درویش کو۔ اب تو تناعت کا مسئلہ خالق ہوں میں فراموش کر دیا گیا۔ رات دن حلال یعنی حرمین بید کاغذ ہے۔ مریدوں کو لٹٹے کے لئے رات دن دورے کئے جاتے ہیں۔ چوں کہ ناجائز چیزوں سے خالق ہوں کا گوشت پوست تیار ہوتا ہے اس لئے آج جتنی برائی مسلمانوں کے لئے منعم خانوں میں ہے۔ شاہ ابھی کہیں اور ہو اور دین کے احکام سے جو چڑ ان کی عورتوں اور بچوں کو ہے کسی معمولی مسلمان کو بھی نہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ سلطان المشائخ کے عرس کے موقع پر مولانا شاہ خیر الدین صاحب کے ایک دو مرید اور صوفی یار محمد طوائفوں

کا ناچ دیکھنے لگے۔ آپ نے کسی طرح دیکھ لیا تو بہت خفا ہوئے اور

”اپنے دست مبارک کی انگلیاں ان کے گریباؤں میں ڈال کر ان کو کھینچا اور فرمایا ہمارے بزرگوں نے بڑا خون جگر پی کر قوالوں کے سماع کو درجہ اباحت تک پہنچایا ہے۔ اودم ہو کہ عورتوں کا رقص دیکھتے ہو اور ان کا گانا سنتے ہو۔“

اب تو ہمارے زمانے کے کچھ پیروں نے سماع اور قوالی کو واجب قرار دے لیا ہے۔ جب تک عرس میں قوالی نہ ہو، مرنے والے کی روح خوش ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اب بھی کچھ پیروں کے مریدین قوالی سنتے سنتے عورتوں کے گانے ناچ کو بھی محبوب نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں یہاں بھی خدا کی یاد قلب کو گمادیا کرتی ہے۔ ع

جو کفر از کعبہ پر خبیث و کجاندہ مسلمانوں خواہر محمد قافلہ جو سلسلہ حشیشیہ کے ایک بزرگ ہیں۔ ان کا نظام الاوقات ملاحظہ فرمائیں۔

د مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد وہ شغل و ذکر میں مصروف ہو جاتے تھے پھر کھانا کھا کر عشاء کی نماز باجماعت پڑھتے، اس کے بعد مریدوں کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہو جاتے تھے۔ رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ فجر کی نماز پڑھ کر ذکر چر کرتے تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔ طلبہ کو درس شام کے وقت دیتے تھے۔ ڈیڑھ پہر دن باقی ہوتا تھا۔ کہ ان کا حلقہ درس شروع ہو جاتا تھا۔

انہارہ لگایا جاتے کہ ہمارے بزرگان دین اپنے اوقات کو کتنے اچھے کاموں میں صرف کرتے تھے۔

حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی بھی سلسلہ حشیشیہ کے ایک نامی گرامی بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی زندگی دین کی اشاعت اور سنت نبوی کی ترویج میں گزری۔ احکام دین کے حافظ تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے سارے مصائب اور دکھ کی وجہ دین سے دوری ہے۔ فرماتے تھے۔

”مسلمانوں نے اچھے اعمال چھوڑ دیے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان پر مسلط کر دیا ہے۔“

کتنی اچھی اور صحیح بات فرماتے تھے۔ اب یہ احساس کہاں رہا اب ہر ایک دوسرے کو الزام دگاتا ہے اور سیاسی و جمعی مشین کے اپنے مریدوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ صبح و صبح دہی ہے۔ ہر شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے۔

شاہ سلیمان تونسوی فرمایا کرتے تھے۔ ”حضرت بایزید بسطامی کی سی انکسادی پیدا کرنی چاہئے ایک مرتبہ بارش کی کمی ہوئی نماز استسقاء کے بارے میں باران رحمت نازل نہیں ہوتی تو لوگوں نے کہا کہ بڑے لوگوں کی شامت اعمال سے یہ ہوتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی نے جب یہ سنا تو فوراً شتر سے نکل کھڑے ہوئے کہ سب سے بڑا تو میں ہی ہوں۔“

اب یہ انکسادی ہمارے پیر اور پیر زادوں میں باقی رہی؟ اب وہ اپنی خانقاہ میں بیٹھ کر دنیا کی غیبت کرتے رہتے ہیں۔ اور سارا تصور دنیا کے سر ڈالتے ہیں۔ اپنے کو پاک دامن اور مشرک عن الخطا سمجھتے ہیں، حالانکہ جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ خود یہ جتنے تجربے ہوئے ہیں کہ الاماں اچھٹا کاش یہ اپنے اعمال و اخلاق کا جائزہ لیتے۔

حضرت شاہ صاحب نے یہ بات بڑی درست فرمائی:-

”توحید کا پھول اس زمین میں نہیں اُگتا۔ جہاں شرک، حسد اور دیرا کے کھنڈے موجود ہوں۔“

انصاف سے بتایا جائے آج کوئی پیر زادہ ہے جو ان عیوب سے پاک ہے۔ ریا اور حسد ان کی گھٹی میں ہے۔ دوسروں کی عزت و شہرت ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی، دیکھو اس کے لئے زمین کتنی ناجائز باتیں کر گزرتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ کل ہمیں بھی مرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ (بشکریہ بریل)

بقیۃ اقتراحیں (حصہ سے آگے)

سے بے پروا ہیں ج
”او تو لیشیق کم است کما میری گزشتہ اس کا حقیقی علاج پچھلے کے چھچھانٹیں ہی بتا سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیں تو اللہ کے حکم سے یہ سیلابوں کا مسئلہ بند ہو جائے گا۔ مَتَّعَ کَانَ وَدَّ کَانَ اَللّٰہُ رَجُو اللّٰہُ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جائے اگر اللہ تعالیٰ کسی کا ہو جائے۔ تو پھر اس کو کسی چیز کا خطرہ نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ پاکستانی کے مسلمانوں کو وام۔ حکام۔ زعمائے قوم سب کو اللہ کو ہیبت و خوف مخلوق خدا کو بجز راضی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! کیونکہ جب اللہ راضی ہو جاتا ہے۔ ع
گوری بن جاتی ہے جب لطف خدا ہو

مسلم کی تعریف

(از جناب چودھری عبدالرحمن خاں صاحب)

پاکستانی قوم کی اکثریت اسلام کی نام لیتا ہے۔ اور مسلم کہلاتی ہے۔ مگر کس قدر انصاف کا مقام ہے کہ ان میں سے ۹۵ فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ مسلم کی تعریف سے ناواقف ہیں۔ اس جہالت کا شکار عوام بھی نہیں بلکہ حکومت پاکستان کے بڑے بڑے عہدہ دار بھی ہیں۔

آئیے آج کتاب وسنت کی روشنی میں اس لفظ کے معانی پر غور کریں اور اپنے عقائد اور اعمال کو درست کرنے کی کوشش کریں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرما کر ہماری ہدایت کا کوئی سامان پیدا کریں۔

لفظ مسلم اسلام سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس کی گونا گویں ہیں۔

اسلم (ماضی) مسلم (مضارع) اسلام (مصدر) فہو مسلم (اسم فاعل)۔

اسلام کے لغوی معنی سرتسلیم کر دینے کے ہیں اس لحاظ سے مسلم کے لغوی معنی ہوں گے سرتسلیم خم کر دینے والا۔

مسلم کس کے سامنے سرتسلیم خم کرے گا؟ اپنے مالک حقیقی کے سامنے اس کے سوا وہ کسی کے سامنے سرتسلیم خم نہیں کرے گا۔ دوسرے الفاظ میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا جاسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سب احکام کو دل سے مانے گا اور غیر اللہ کے احکام کو نہ مانے گا۔

ماننے کے معنی یہ ہیں کہ ان پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مجموعہ کا نام اس زمانہ میں قرآن ہے۔ ممکن ہے کہ یہاں کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ نبی اکرمؐ کی پھر کیا حیثیت ہوگی۔ حضورؐ ہوں یا آپؐ کے دروازے کے قدام علماء اور صوفیاء۔ یہ سب اس لیے ہمارے مقتدا ہیں کہ وہ اللہ کا راستہ میں بتاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اس حکم خداوندی کے ماتحت رسول اللہ کا حکم ماننا بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ کا۔

اس کے بعد ہمارے مقتدا وہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام ہیں۔ جو ہمیں اللہ واس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستہ کی طرف رہنمائی

فرماتیں۔

اب آئیے اسلام اور مسلم کے متعلق قرآن اور حضورؐ کے ارشادات کی تلاش کریں۔ پہلے حضورؐ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کی پانچ چیزیں پر ہے۔

(۱) کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج

اس ارشاد نبویؐ کے ماتحت مسلم وہ ہے جو کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد نماز پنجگانہ ادا کرے۔ سال میں ایک دفعہ ماہ رمضان کے روزے رکھے اگر مسافر اور مریض نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے۔ تو زکوٰۃ اور خیر فیضہ حج ادا کرے۔ ورنہ زکوٰۃ اور حج اس کے ذمہ فرض نہیں ہیں اس کا اسلام ان کے بغیر بھی مکمل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ وہ ایمانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ سے فرما دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے۔ ایمان ابھی تک تہاب دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا کہ ایمان اور اسلام دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ ایمان کے معنی ہیں اللہ اور اس کے رسول کے ہر حکم کو دل سے ماننا۔ اسلام کے معنی ہیں ان دونوں کے احکام پر عمل کرنا۔

امید ہے کہ اب یہ چیز واضح ہوگئی ہوگی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرتا ہے وہی مسلم کہلانے کا حق دار ہے۔ جو ان پر عمل نہیں کرتا وہ مسلم نہیں۔ خواہ وہ اپنے آپ کو مسلم کہے یا مسلمانوں کا رہتا کہلاتے۔

اللہ اور رسول اللہ کے احکام دو قسم کے ہیں (۱) اوامر (۲) نہایں۔ اوامر وہ احکام ہیں جن کے اندر کچھ کرنے کا حکم ہو مثلاً نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ حج کرو۔ رمضان کے روزے رکھو۔

نہایں وہ احکام ہیں جن میں بری باتوں سے باز رہنے کا حکم ہے۔ مثلاً غیبت نہ کرو۔ شراب نہ پیو۔

حاصل یہ نکلا کہ مسلم وہ ہے جو احکام پر پابند ہو اور نہایں سے پرہیز کرے۔

آئیے اب ہم اس آئینہ میں اپنا اور اپنے

پاکستانی مسلمان بھائیوں کا منہ دیکھیں۔ کلمہ کھڑا کیا کھرا ہر ایک پڑھتا ہے۔ محدودے چند ایسے بھی ہوں گے جن کو کلمے کے الفاظ بھی نہ آتے ہوں گے اکثریت ان کی ہے۔ جن کو کلمہ بھی صحیح نہیں آتا۔ کوئی الا اللہ کوئی محمد رسول اللہ۔ کوئی رسول اللہ پڑھتا۔ جب بنیاد کی یہ حالت ہے تو ادھر اسلام کی عمارت کس طرح کی ہوگی صحیح

قیاس کن پاکستان میں ہمارا

کلمہ کے بعد اسلام کا سب سے اہم جز نماز ہے اس کے متعلق یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ۹۵ فیصدی مسلمان

بے نماز ہیں۔ روزے سے اور نہ بھی گرمیوں کے یہ تو کارے دارد والا معاملہ ہے۔ زکوٰۃ اور حج تو فقط دولت مندوں کے متعلق ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں ان ہر روز ارکان اسلام کی جو تھوڑی سی چیزیں ہیں وہ سب پر عیان ہے۔ یہ لازمی چیزیں ہیں۔ ان کے متعلق جب ہماری غفلت کی یہ حالت ہے تو اختیاری چیزوں کا تو خدا حافظ ہے۔ گویا کہ ہماری قوم کی اکثریت نیکی کرنے سے نفور ہے۔ پھر اسلام اور مسلمانوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول کے وعدے ہیں۔ وہ اگر پورے نہ ہوں تو قصور ہمارا یا ان کا؟

اب نوامی کو چھپے۔ جب سے پاکستان بنا ہے۔ جرائم کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے شراب زیادہ پی جا رہی ہے۔ رونا پہلے سے زیادہ ہے۔ ۹۰ فیصدی اسکولوں اور کالجوں کے بچے کے اور لڑکیاں اس گناہ میں مبتلا ہیں۔

بلیک مارکیٹ۔ نفع اندوزی۔ دھوکہ بازی۔ جیب تراشی غرضیکہ ہر بد اخلاقی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اور کرنے والوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ گویا کہ پاکستانی میں جو نماز نہ پڑھے وہ بھی مسلمان۔ جو روزہ نہ رکھے وہ بھی مسلمان۔ اس کے علاوہ برائیاں سب کرے۔ زانی بھی ہو

شرابی بھی ہو۔ چھو بھی ہو۔ ڈاکو بھی ہو۔ پھر بھی مسلمان کا مسلمان۔ اللہ اور اس کا رسول تو اس قسم کے انگریزی مسلمان کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ یہ تو وہی منہ بول والا معاملہ ہو گیا۔ کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے۔ خواہ وہ برائیاں سب کرے اور نیکی ایک نہ کرے۔

یہ تو بہت ہی خطرناک صورت حال ہے اگر ہم نے اس حالت کو بدلنے کی کوشش نہ کی تو ہمیں اپنی قوم کی اصلاح سے دستبردار ہونا چاہیے۔ اجتماعی طور پر تو اصلاح کا کام کھرا لو ہی کر سکتے ہیں۔ مگر وہ اس سے بالکل عاری ہیں بلکہ خود ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا ہیں۔ باقی برائی افراد کی اصلاح وہ ہر شخص اپنی جگہ کر سکتا ہے مگر باقی نے اپنی اصلاح بھاری کر رکھی ہے۔ اس لیے ہماری حالت ناقص اصلاح ہے۔

ہر کجی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اللہ علی اللہ کی دنا سے شاید کبھی کا پا لٹ جائے۔ حج تزییر سمجھنے کی ہمارے نہیں کوئی۔ ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول قرار ہے۔

جماعت سے نماز پڑھنے کا فضائل

(از حاجی کمال الدین مدرس کارپولیشن لاہور)

نماز پڑھنے کے فضائل اور نہ پڑھنے پر جو جو سزائیں ملتی ہیں ان کے متعلق تو گذشتہ شماروں میں بیان ہو چکا۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کے فضائل بھی بیان کر دیئے جائیں۔ کیونکہ بہت سے حضرات نماز تو پڑھتے ہیں مگر جماعت کا اہتمام نہیں کرتے گو فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے مگر وہ ثواب نہیں ملتا جو جماعت سے نماز پڑھنے میں ملتا ہے۔

کے ہاں اللہ پاک کی عظمت سے اللہ کے وعدوں پر ان کو اطمینان ہے۔ اس کے ثواب اور اجر کی کوئی قیمت ہے تو ان کے یہاں یہ عندہ کچھ بھی وقت نہیں رکھتے۔

سالم حلال ایک بزرگ تھے۔ تجارت کرتے تھے۔ جب آذان کے آواز سننے تو رنگ فق ہو جاتا اور بے قرار ہو جاتے۔ دکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے جو کا ترجمہ یہ ہے :-

(۱) جب تمہارا منادی (مؤذن) پکارے گا تو اسے کھڑا ہو جانا ہے۔ تو میں بھی جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے۔ اور اس کا کوئی مثل نہیں۔

(۲) جب وہ منادی (مؤذن) پکارتا ہے تو میں حکمت نشاط اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ اے فضل و بزرگی والے بلیک یعنی حاضر ہوتا ہوں۔

(۳) اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے۔ اور اس پاک ذات کی مظلومی مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے۔

(۴) تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز بھی لذیذ معلوم نہیں ہوتی اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں مجھ کو مزہ نہیں آتا۔

(۵) دیکھتے زمانہ کب مجھ کو اور تم کو حج کر لیا اور مشتاق تو جب ہی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہو جائے۔

(۶) میں کی آنکھوں نے تمہارے

جہاں کا نور دیکھ لیا ہے وہ تمہارے اشتیاق میں مرجا چکا۔ کبھی بھی تسلی نہیں پاسکتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

(جو بزرگ کثرت سے مسجد میں جمع

رہتے ہیں وہ) مسجد کے کھنڈے

ہیں۔ فرشتے ان کے ہم نشین ہوتے

ہیں۔ اگر وہ عیار ہو جائیں تو

فرشتے ان کی عبادت کرتے

ہیں۔ اور اگر وہ کسی کام کو جائیں

تو فرشتے ان کی امانت کرتے

ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے

کہ جب آدمی و عنو کرتا ہے اور چلو

کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

پھر مسجد کی طرف نماز کے ارادے

سے چلتا ہے کوئی امداد ہوا اس

کے ساتھ شامل نہیں ہوتا۔ تو جو قدم

بھی رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے

ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک

خطا معاف ہو جاتی ہے اور پھر جب

نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا

ہے تو جب تک با وضو بیٹھا ہے گا

فرشتے اس کے لئے مغفرت اور رحمت

کی دعا کرتے رہیں اور جب تک

آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

خادم الدین کا آئندہ شمارہ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہوگا

جس میں سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر پہلو پر

نامور مصنفین کے مضامین ہونگے۔ ضخامت ۲۸ صفحات

قیمت ۱۰ (مستقل خریداروں سے زیادہ قیمت وصول نہیں کی جاوے گی)

ٹائٹل پیج : آرٹ پیپر نہایت خوب نظر

ایجنٹ صاحبان

نوٹ کر لیں۔ اور اپنے ارد گرد ایک ایسے مطلوبہ تعداد پر چھ مطبع

فرمائیں۔

(مینجر اخبار ہذا)

کی نماز سے ۲۴ درجہ زیادہ ہوتی ہے۔ جب آدمی ثواب کی نیت سے نماز پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ کھر میں نہ پڑھے۔ مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھے۔ کہ نہ اس میں کچھ مشقت ہے نہ دقت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ کون شخص ایسا ہوگا جس کو ایک روپے کی بجائے ۲۴ روپے ملنے ہوں۔ اور وہ ان کو چھوڑ دے۔ مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجہی کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کو دین کی پروا نہیں۔ اس کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں کچھ نفع نہیں۔ دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ نفع ملتا ہے۔ اس کے پیچھے تو دن بھر خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ آخرت کی تجارت جس میں ۲۴ گنا نفع ہے وہ ہمارے لئے مصیبت ہے۔ نماز یا جماعت کے لئے جانے میں دکان کا نقصان سمجھا جاتا ہے۔ بکری کم ہونے کا خیال بھی کیا جاتا ہے اور دکان کے بند کرنے کی بھی دقت کہی جاتی ہے۔ نیسکین جن لوگوں

تخلیہ جمعہ :-

(حصہ سے آگے)

میریوں کے بدل دے۔ یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا۔ اور ہم ناشکروں ہی کو بڑا بدلہ دیا کرتے ہیں۔

ہجرت

ہجرت کی قوم سب پر بھی ان کی ناشکری۔ کئے باعث اللہ تعالیٰ کا عذاب تباہی خیر سیلاب کی صورت میں نازل ہوا تھا۔ بعینہ وہی اللہ تعالیٰ کا عذاب تباہی خیر سیلاب کی صورت میں ہم پاکستان میں نازل ہوا۔ اور اس عذاب کی سبب ہماری ناشکری۔

پاکستان میں ناشکری کی چند مثالیں

(۱) شراب خوردی پہلے سے زیادہ (۲) زنا پہلے سے زیادہ (۳) رشوت رسانی پہلے سے زیادہ (۴) چوری پہلے سے زیادہ (۵) ڈاکہ زنی پہلے سے زیادہ (۶) قتل و غریزی پہلے سے زیادہ (۷) سرکاری خزانہ (جو ایک طرح پر قومی خزانہ ہے) میں غبن۔ جو پہلے نہیں تھا۔ (۸) سرکاری محکمات میں گنہ گری و دغیر و دغیر۔

انصاف کی پیل

برادران اسلام جس شام شاہ کی مملکت میں اس قسم کی بناؤں میں پھوٹ پڑیں۔ کیا اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ ایسے باقیوں کو سزا دینے کے لئے ایسے عذاب ان پر مسلط کرے۔

گیہوں میں گھن بھی پس جاتا ہے

جس طرح میرے پاکستان میں اکثریت قانون الہی (قرآن مجید) کی مخالفت کر رہی ہے۔ اور اس کی نشرو اشاعت کرنے والے یا اس پر عمل کرنے والے اقلیت میں ہیں۔ بعینہ ہی نسبت پہلی معذب قوموں میں بھی تھی۔ ہاں یہ غرور ہوتا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو عذاب الہی کی اطلاع آجاتی تھی۔ پھر انبیاء علیہم السلام اپنے متبعین کو ساتھ لے کر نکل جاتے تھے۔ اور باقیان باغی عذاب الہی کا تجربہ مشق بن جاتے تھے۔ چونکہ رحمت اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پورے دنیا میں کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لیے وہ آسمانی اطلاع نہیں آئے گی۔ اور گہیوں میں گھن کی طرح باغبان شہنشاہ کے عذاب میں دغا دار طبقہ بھی مبتلا ہو جائے گا۔ مثلاً اس سیلاب میں سینکڑوں انسان غرق ہو گئے ہیں۔ مرنے کے بعد باغیوں کی قبریں جہنم کا گڑھا بنیں گی۔ اور اندھ لوگوں کے نیک بندوں کے لئے بہشت کا باغ بن جائے گا۔

آئندہ بچنے کی تدبیر

برادران اسلام! آئندہ اس قسم کے عذاب سے بچنے کی تدبیر بھی قرآن مجید میں مذکور ہے۔
قرآن اعلیٰ (تفصیل) : استغفر اور استغفر لکم

كَانَ غَفَّارًا يَرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَ يُبْسِلُكُمْ بِأَمْوَالٍ وَ بَنِينَ وَ يُجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٌ وَ يُجْعَلُ لَكُمْ أَغْلَارًا (۲۹)

(سورہ نوح رکوع ۷ پارہ ۲۹)

ترجمہ :- پس میں (نوح علیہ السلام) نے کہا۔ اپنے رب سے بخشش مانگو۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار دینے پر سائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے باغ بنادے گا۔ اور تمہارے لیے نہریں بنادے گا۔

قوم نوح علیہ السلام پر عذاب

نوح علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے

باعث قحط کا عذاب نازل ہوا تھا۔ نوح علیہ السلام اس عذاب کے ٹلانے کی تدبیرا خیر سمجھا ہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ قحط کا عذاب حل جائے گا۔ اور قحط کی بجائے برسم کی فراوانی ہو جائے گی۔

نجات کا راستہ

برادران اسلام!

• ہمارے لئے بھی نجات کا یہی راستہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اور اللہ کے لیے قانون الہی (قرآن مجید) کے احکام کی پابندی کا پختہ وعدہ کریں۔ وَاعْلَمُوا اِلَّا الْبَلَاءَ

بقیہ جماعت نماز پڑھنے کے فضائل (حصہ سے آگے)

مسجد تک آنے کا ہر قدم لکھا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص گھر سے دھو کر کے نماز کو جائے وہ ایسا ہے۔ جیسا کہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے

تو وہ نماز ہی کا ثواب پاتا ہے۔ بنو سلمہ مدینہ منورہ میں ایک قبیلہ تھا۔ ان کے مکانات مسجد سے دور تھے۔ انہوں نے اللہ سے کہا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ وہ ہیں رہو۔ تمہارا۔

سلام الدین

حقیقت

مندرجہ ذیل مقامات اوپتہ پر حال کریں :-

حافظ مشتاق احمد صاحب کتب خانہ مستافیتہ گلی ۱۹۔ موہن پورہ

خال خیر اللہ خاں صاحب پٹھان

میاں بشیر احمد صاحب شمس نبوذا جھنسی

خواجہ فیروز الدین صاحب کشمیری۔ بھوتی بازار

خواجہ نصیر الدین صاحب بٹ۔ نبوذا جھنسی

خیر نبوذا جھنسی

میرزا سخی زمان علی زمان کہ یا نہ مرچنٹ۔ لٹا بازار

حافظ مرزا حسین صاحب مدرسہ تعلیم القرآن مکان ۱۰۵۵

حافظ سراج احمد صاحب خطیب کھٹیاں بڑا مکان

مہدی احمد صاحب فیض محمد خاں صاحب محلہ سر شاہ

(۱) راولپنڈی :-

(۲) حصر ضلع اٹک :-

(۳) کمالیہ ضلع لاہور :-

(۴) نوشہرہ چھاؤنی ضلع ٹنڈو :-

(۵) پشور ضلع سیالکوٹ :-

(۶) ڈیرہ اسماعیل خان :-

(۷) حویلیاں ضلع ہزارہ :-

(۸) چیچا وطنی ضلع شکاری :-

(۹) احمد پور شہر :-

برادران اسلام! آئندہ اس قسم کے عذاب سے بچنے کی تدبیر بھی قرآن مجید میں مذکور ہے۔
قرآن اعلیٰ (تفصیل) : استغفر اور استغفر لکم

پنجوں کا صفحہ

خدا نے دنیا میں اپنے پیغمبر کیوں بھیجے

(از کبیر محمد خاں صاحب سیف علیگ)

اسلام عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وقت تک نہیں کی جاسکتی۔ جب تک ہمیں خدا کی ہستی کا پورا پورا یقین نہ ہو۔ اس کی صفات کا علم نہ ہو۔ اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ معلوم نہ ہو۔ پھر غلط اور صحیح زندگی بسر کرنے کے نقصانات اور فوائد سے واقفیت نہ ہو۔ نیز یہ تمام علوم یقین کی مدد تک پہنچنے والے نہیں۔ دراصل اسی کو ایمان کہتے ہیں۔ کیونکہ ایمان کے معنی جاننے اور ماننے کے ہیں۔ جو شخص خدا کی ذات و صفات کا پورا پوری ادراک اور سمجھ کو جانتا اور مانتا ہے۔ اسی کو مومن کہتے ہیں۔ جس کے بغیر کوئی شخص مسلم نہیں ہو سکتا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کی ذات و صفات اس کے پیغمبروں کا قانون اور آخرت کی زندگی کا صحیح علم کون سے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ کائنات کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا ہے کہ اس کا رخا نے کو ایک ہی کاریگر نے بنایا ہے۔ وہی اس کو چلا رہا ہے۔ ذرہ ذرہ سے خدا کی حکمت، علم، قدرت، رحم، قہر اور پروردگاری کی صفات ظاہر ہیں۔ مگر انسان نے اکثر ان کو سمجھنے میں دھوکے کھائے ہیں۔ جس کی وجہ سے اللہ پاک نے اپنی کمال مہربانی سے خود انسانوں ہی میں ایسے انسان پیدا کئے جنہیں اپنی صفات کا صحیح علم دیا۔ اپنا پسندیدہ قانون انہیں بتایا اور حکم دیا کہ وہ

یہ حکم دوسرے لوگوں تک پہنچا دیں۔ یہی لوگ پیغمبر کہلاتے ہیں۔ جن کے سوا کسی دیگر ذریعہ سے ہم کو ان باتوں کا صحیح علم نہیں ہو سکتا اور جس کے بغیر ہم اسلام کے طریقے پر ٹھیک ٹھیک نہیں چل سکتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا کے ہر معاملہ میں ہم کو علم حاصل کرنے کے لئے کسی جاننے والے پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ مثلاً بیماری کی حالت میں کسی حکیم یا ڈاکٹر پر مقررے کے سلسلے میں کسی وکیل پر اور تعلیم کے بارے میں کسی استاد پر وغیرہ وغیرہ تو ضروری ہے کہ دین کے بارے میں بھی واقف کار پر ایمان لایا جائے۔

انسان کی اس اہم ضرورت کا احساس بھی خود رحیم و کریم خدا نے ہی کیا اور اپنی طرف سے پیغمبروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ تاکہ انسان اپنی کم عقلی کے باعث گمراہ ہو کر حشر کے دن نقصان میں نہ رہے۔ اللہ پاک کا یہ احسان عظیم آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ جب ہم ان تمام احسانات پر غور کریں جو اس نے بلا مانگے ہماری پیدائش کے ساتھ ہی نیز ہماری پیدائش کے بعد ہم کو عطا فرمائے۔ انسان کو دنیا میں جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے پروردگار عالم نے خود ہی ان سب کا انتظام کر دیا ہے۔ پیدائش سے قبل ہی ماں کو دودھ عطا کر دیا جاتا ہے۔ پیدائش کے ساتھ

ہی دیکھنے کے لئے آنکھیں، سننے کے لئے کان، سوچنے کے لئے دماغ، چلنے کے لئے پاؤں۔ کام کرنے کے لئے ہاتھ، سوچنے کے لئے دماغ، مرض کے شہاد چیزیں عطا کر دی جاتی ہیں۔ ماں، باپ، عزیزوں، حتیٰ کہ چیزوں کے دلوں میں بھی محبت اور شفقت پیدا کر دی جاتی ہے جو ہر درد کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ پھر جتنا جتنا بڑھنے میں ترقی ہوتی ہے۔ ضرورتوں کے مطابق ہر چیز جیتا ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ دنیوی ضرورتوں کے لحاظ سے کوئی پیدائشی سہ سالہ بچہ ہے۔ کوئی حکمران، کوئی مقرب ہوتا ہے۔ تو کوئی مصیبت کوئی حساب میں نہیں ہوتا ہے۔ تو کوئی سامعین میں ایک قانون کا ماہر ہے تو دوسرا طعنے جو شاعری میں افضل ہے۔ غرض دنیا کے تمام انسانوں کو مختلف قابلیتیں ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے عطا کی گئی ہیں۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے دنیا کی زندگی میں انسان کی ضرورتوں کے ہر پہلو کا اس درجہ خیال رکھا ہے۔ تو دین کی سب سے بڑی ضرورت کو پورا کرتے ہوئے لے بھی ایسے انسان پیدا کئے جو خدا کو پہچاننے کی عقلی قابلیت رکھتے تھے۔ خدا نے ان کو دین، اخلاق اور شریعت کا علم دیا۔ اور اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ دوسرے لوگوں کو ان چیزوں کی تعلیم دیں۔ یہی لوگ اللہ کے رسول یا پیغمبر کہلاتے ہیں۔

بندگی

عظمت بے نیاز کیا کیجئے
ذرے ذرے میں روشنی تیری
تو نے بخشی ہے زندگی مجھ کو
مجھ پہ لازم ہے بندگی تیری

حکمت و حکایت

مدیر:-

عبد المنان اچوان

ہدیہ مستند
سالانہ (روایتی) گیارہ روپے
ششماہی (نئے) چھ روپے
فی پرچہ چار آنے

لاہور - ۱۱ اکتوبر - لاہور کے سیلاب زدہ علاقوں سے آج ۱۶ موشیوں کی لاشیں بچھنے لگا کی گئیں۔ دس انسانی لاشیں بھی برآمد کی گئیں۔

لاہور - ۱۲ اکتوبر - آج شام کو دریائے ستلج کا پانی بہاؤ بہت بڑھ گیا ہے۔ اب تک پنجاب میں پندرہ ہزار مربع میل رقبہ سیلاب سے متاثر ہو چکا ہے۔

کراچی - ۱۲ اکتوبر - دستور ساز اسمبلی کا اجلاس آج ۲۶ دن کے لئے ملتوی ہو گیا۔ اسمبلی کا اجلاس اب نو نومبر کو منعقد ہوگا۔ القواد سے قبل وزیر اعظم چوہدری محمد علی نے اعلان کیا کہ انتخابی کمیشن آئندہ چند دنوں کے اندر قائم کر دیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ کمیشن کے صدر اور ایک رکن کا انتخاب ہو چکا ہے۔ تیسرے رکن کے فیصلہ کے بعد کمیشن کے قیام کا اعلان کر دیا جائے گا۔

کراچی - ۱۲ اکتوبر - متوہ محاذ اور مسلم لیگ پارٹیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سال جنوری یا فروری میں مرکزی مجلس قانون ساز کا اجلاس ڈھاکہ میں منعقد کیا جائے۔

کراچی - ۱۳ اکتوبر - کابل ریڈیو نے کل رات اعلان کیا ہے کہ افغان وزیر اعظم داؤد خان نے وزیر اعظم چوہدری محمد علی کے نام ایک خط لکھا ہے جس میں انہوں نے پاکستان اور افغانستان کے تعلقات پر بات چیت کے لیے باہمی ملاقات کو تجویز پیش کی ہے۔ چوہدری محمد علی نے یہ پیشکش قبول کرتے ہوئے تجویز کی ہے کہ ملاقات کراچی میں ہونی چاہیے۔

لاہور - ۱۳ اکتوبر - لاہور کارپوریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ شہر کی جن عمارتوں پر ٹیکس لگایا جائے۔ ان کا آئندہ ایک سال کا ہارڈس ٹیکس معاف کر دیا جائے گا۔ کارپوریشن نے اپنی حدود میں متاثرہ اراضی پر آبیانہ بھی معاف کر دیا ہے۔

کراچی - ۱۴ اکتوبر - آج گورنمنٹ ہاؤس کے دربار ہال میں میان مشرقی ہندوستان کے سربراہان کی کونسل کا افتتاح ہوا۔ آج سات اراکان مشرقی ہندوستان کی پہلی وزارت نے بھی گورنمنٹ ہاؤس میں حلف برداری کیا۔ ڈاکٹر خان صاحب کے علاوہ نئی وزارت میں ذیل کے چھ اسحاق شامل ہیں:-

۱۔ خان قربان علی خاں (۲) خان سردار بہادر خاں (۳) سید عابد حسین خاں (۴) سردار محمد خاں (۵) سردار ایوب کھٹو (۶) سردار عبدالحی (۷)۔

کراچی - ۱۵ اکتوبر - تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ افغان وزیر اعظم داؤد خان چوہدری محمد علی سے ملاقات کے لئے کراچی نہیں آئیں گے۔

بہاولپور - ۱۵ اکتوبر - آج دریائے ستلج بہاؤ بہت بڑھ گیا ہے۔ پنجاب کے بعض حصوں کا نشانہ بن رہا ہے۔

نئی دہلی - ۱۱ اکتوبر - نئی دہلی - ان تمام علاقوں سے کٹ گیا جو نارنگ (شمالی) ریڈیو سے پر مشرق کی جانب واقع ہیں۔

طهران - ۱۱ اکتوبر - ایران نے آج عراق کو اطلاع دی ہے کہ اس نے عراق ترک کرنا چاہتا ہے۔ عراق سے بھی شرکت کا فیصلہ کیا ہے۔

نئی دہلی - ۱۱ اکتوبر - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ حیدرآباد میں مرفا قمر بیگم اور اجالہ میں ۲۵۷ اشخاص ہلاک ہوئے۔ نو ہزار مکان گرنے اور دس ہزار موشی سیلاب میں ڈوب گئے۔

لندن - ۱۱ اکتوبر - عرب نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ علی بن تاجر براہی کے متعلق تالانوں کے طریقوں نے جو فیصلہ دیا تھا۔ وہ اب بھی نافذ ہے اور برطانیہ اس سے پہلو تہی نہیں کرے گا۔

لندن - ۱۲ اکتوبر - شامی ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ چیکو سلاویکیہ اسلحہ حاصل کرنے کے لئے دمشق میں دونوں ملکوں میں بات چیت جاری ہے۔

نیویارک - ۱۲ اکتوبر - اسرائیل امریکہ برطانیہ اور فرانس سے درخواست کرے گا کہ مشرق وسطیٰ میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے کے لئے اسرائیل کو اسلحہ دیا جائے۔ اسرائیل کا خیال ہے کہ مصر کی روسی اسلحہ کی فراہمی کے بعد مشرق وسطیٰ میں طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔

عمان - ۱۴ اکتوبر - ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ حکومت اردن نے اقوام متحدہ کی رکنیت کے لئے سرکاری طور پر درخواست دی ہے۔

نئی دہلی - ۱۵ اکتوبر - دریائے جمن کا سیلاب اب مغربی یوپی کے اضلاع بہت بڑھ چکا ہے۔ مظفرنگر اور سہارنپور میں پھیل گیا ہے۔ مراد آباد کے سو گاؤں بھی گھر گھر کے سیلاب کی زد میں آ گئے ہیں۔

نئی دہلی - ۱۵ اکتوبر - مشرقی پنجاب کی حکومت سیلاب سے نقصان زدہ مکانات کی تعمیر اور مرمت کے لیے دس کروڑ روپے منظور کرے گی۔

بغداد - ۱۵ اکتوبر - کئی یہاں عراق کی تمام مساجد میں مراکشل اور ہتھیار کے شہداء کے لئے مغفرت کی دعاؤں کی گئیں۔ فرانس کی غلامانہ پالیسی کے پیش نظر فرانس کا کس سیاسی اور اقتصادی مقاطعہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

پیرس - ۱۶ اکتوبر - مراکشل کے خانی تخت کے لئے ایک شاہی کونسل مقرر کر دی گئی ہے۔ جو چار افراد پر مشتمل ہوگی۔ یہی کونسل مراکشل کی نمائندہ حکومت منتخب کرے گی۔

نئی دہلی - ۱۶ اکتوبر - مغربی یوپی کا سیلاب ضلع کانپور تک پھیل گیا ہے جس سے کئی دیہات زیر آب آچکے ہیں۔

رباط - ۱۶ اکتوبر - مراکشل کی شاہی کونسل کا پہلا اجلاس آج شاہی محل میں منعقد ہوا۔ کونسل نے سب سے پہلے مراکشل کے باشندوں کے نام ایک خط لکھا۔ ان سے دہشت انگیزی ترک کر کے کونسل سے تعاون کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

برسٹل - ۱۶ اکتوبر - اسرائیل و شام کی سرحد پر کشیدگی پیدا ہو جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ گذشتہ آٹھائیس گھنٹوں میں دو جہازیں بھیج دی گئیں۔

دمشق - ۱۶ اکتوبر - حکومت شام مغربی یوپی اسلحہ ہتھیار دے رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کا مقصد جدید اسلحہ کی خرید بھی ہے۔ چارہ جمع کرنا ہے۔ شام کی پلیمینٹ کے مکان میں